اہل ایمان کے محبوب ومرغوب نام عبدالنبی کے جواز پر ایک جیّد اور مفصل تحریر

اسمِ گرامی عبدالنبی

اور

ابوالاعلیٰ مودودی

حضرت علامہ مولانا
مُفتی ظہور احمد جلالی

مرکزی مجلسِ رضا
MARKAZI MAJLIS-E-REZA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک کی سیاسی، (مذہبی اور غیر مذہبی) جماعتیں اپنے اپنے پروگرام اور نظریات سے ملکی باشندوں اور اپنے ووٹروں کو آگاہ کرتی ہی رہتی ہیں۔ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ ان کے اندرونی خیالات کچھ ہوتے ہیں اور ظاہر کچھ مگر حکمتِ الہیہ کے پیش نظر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیر ارادی طور پر ان کے مونہوں سے اندر کی چھپی بات منظر عام پر چلی آتی ہے۔ایسا ہی ایک موقع ۲۰۱۳ء کو پیش آیا کہ مودودی جماعت کے سابقہ امیر منور حسن صاحب نے اپنے دور عمارت میں دشمنان پاکستان ،قاتلین عوام وخواص یہودو ہنود کے پروردہ خوارج بنام طالبان کے مقتولین کو شہید قرار دیتے ہوئے افواج پاکستان کے سرفروشان ملک وملت کو ہلاک قرار دیا نیز ان ظالم طالبان کے خودکش دھماکوں اور ان کی مسلط کردہ اعلانیہ جنگ میں شہید ہونے والے علماء ومشائخ ،مساجد کے نمازی ،کالج کی طالبات ،پولیس کے بے گناہ محافظان قانون کو شہید ماننے کا انکار کرتے ہوئے انہیں ہلاک قرار دیا۔نیز مودودی جماعت کی مجلس شوری (جوکل کلاں تک امریکہ کی شور بہ نوش تھی) نے بھی پہلے امیر کی مکمل حمایت کی۔

اس پسِ منظر میں شارح حدیثِ نجد ظہور احمد جلالی نے ایک مقالہ ''مودودی صاحب اور نظریہء بغاوت'' سپرد قلم کیا۔اس کے ایک حصہ میں اسم مبارک عبدالرسول/عبدالمصطفے کا جواز اور مودودی صاحب کی تفسیر پر پر مغز تبصرہ ہے۔مضمون کی اہمیت اور مودودی صاحب کی قرآن وحدیث فہمی کی جھلک سے عوام کی آگاہی کے پیش نظر اسے الگ شائع کیا جارہا ہے۔اللہ تعالی اپنی رضا سے مشرف فرماتے ہوئے ہماری اس سعی کی خدمت دین متین ،اہل بصیرت کی بصیرت میں فروغ واضافہ اور بے بصیرت حضرات کی بصیرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ طہٰ ویسین ﷺ

ادارہ

اہل ایمان کے محبوب ومرغوب نام عبدالنبی کے جواز پر ایک جید اور مفصل تحریر

اسمِ گرامی عبدالنبی

اور

ابوالاعلیٰ مودودی

شارح حدیثِ نجد حضرت علامہ مفتی ظہور احمد جلالی مدظلہ العالی

ناشر

مرکزی مجلس رضا

8/C دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

19/B جاوید پارک، شادباغ، لاہور

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا

بیاد: مجدد مائۃ حاضرہ الشاہ امام محمد احمد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ

سلسلہ اشاعت نمبر 10

نام کتاب .... اسم گرامی عبد النبی اور ابوالاعلیٰ مودودی

مصنف .... حضرت علامہ مولانا مفتی ظہور احمد جلالی

صفحات ۵۶

اشاعت .... دسمبر ۲۰۱۴ء

کمپوزنگ .... ورڈز میکر

ناشر .... مرکزی مجلس رضا، لاہور

ہدیہ .... 45 روپے

ملنے کا پتا

مرکزی مجلس رضا

C/8 دربار مارکیٹ، گنج بخش روڈ، لاہور

B/19 جاوید پارک، شادباغ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ملک کی سیاسی، (مذہبی اور غیر مذہبی) جماعتیں اپنے اپنے پروگرام اور نظریات سے ملکی باشندوں اور اپنے ووٹروں کو آگاہ کرتی ہی رہتی ہیں۔ایسا بھی ہوتا رہتا ہے کہ ان کے اندرونی خیالات کچھ ہوتے ہیں اور ظاہر کچھ مگر حکمتِ الٰہیہ کے پیش نظر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیر ارادی طور پر ان کے مونہوں سے اندر کی چھپی بات منظر عام پر چلی آتی ہے۔ایسا ہی ایک موقع ۲۰۱۳ء کو پیش آیا کہ مودودی جماعت کے سابقہ امیر منور حسن صاحب نے اپنے دور عمارت میں دشمنان پاکستان، قاتلین عوام وخواص یہود وہنود کے پروردہ خوارج بنام طالبان کے مقتولین کو شہید قرار دیتے ہوئے افواج پاکستان کے سرفروشان ملک وملت کو ہلاک قرار دیا نیز ان ظالم طالبان کے خود کش دھماکوں اور ان کی مسلط کردہ اعلانیہ جنگ میں شہید ہونے والے علماء ومشائخ، مساجد کے نمازی، کالج کی طالبات، پولیس کے بے گناہ محافظان قانون کو شہید ماننے کا انکار کرتے ہوئے انہیں ہلاک قرار دیا۔ نیز مودودی جماعت کی مجلس شوری (جو کل کلاں تک امریکہ کی شوربہ نوش تھی) نے بھی پہلے امیر کی مکمل حمایت کی۔

اس پسِ منظر میں شارح حدیثِ نجد ظہور احمد جلالی نے ایک مقالہ ''مودودی صاحب اور نظریہء بغاوت'' سپرد قلم کیا۔اس کے ایک حصہ میں اسم مبارک عبدالرسول/عبدالمصطفیٰ کا جواز اور مودودی صاحب کی تفسیر پر پرمغز تبصرہ ہے۔مضمون کی اہمیت اور مودودی صاحب کی قرآن وحدیث فہمی کی جھلک سے عوام کی آگاہی کے پیش نظر اسے الگ شائع کیا جا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی رضا سے مشرف فرماتے ہوئے ہماری اس سعی کی خدمت دین متین، اہل بصیرت کی بصیرت میں فروغ واضافہ اور بے بصیرت حضرات کی بصیرت کا ذریعہ بنائے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ

ادارہ

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ ۱۵ نومبر ۲۰۱۴ء

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی خوارج سے خط وکتابت ومکالمہ

انساب الاشراف ص ۳۰۱ بہ بعد میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ اور امیر المؤمنین بن گئے تو خوارج خروج کے لیے مچلنے لگے۔ پھر ان کے عدل وانصاف کو دیکھ کر شرمندہ بھی ہونے لگے۔ آخر کار خارجیانہ طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہو کر انہیں خط لکھا اور مناظرہ کرنے کی دعوت دی بشرطیکہ انہیں امن دیا جائے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امن دیتے ہوئے انہیں مناظرہ کے لیے حاضر ہونے کی دعوت دی۔ چونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خوارج سے مناظرہ کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ خوارج تلوار کی بجائے گفتگو اور مذاکرات پر آمادہ ہوئے تھے اور اس مناظرہ میں خوارج کے نظریات بھی پوری طرح سامنے آجاتے ہیں اور ان کا جامع ومدلل جواب بھی اس لیے فقیر مناسب سمجھتا ہے کہ اس مناظرہ کی تفصیل لکھ دی جائے تاکہ اُس دور کے اور اِس دور کے خارجیوں اور ان کے حامیوں کی نفسیات ومماثلت کا بھی پتہ چل جائے۔

اور ایک غیر جانبدار آدمی کو خوارج اور ان کے حامیوں کی ضلالت وگمراہی اور فساد فی الارض کے ارتکاب کی اصل وجہ بھی معلوم ہو جائے اور اس بارہ میں کوئی تردد باقی نہ رہے کہ آخر خوارج ہی کِلَابُ اَھْلِ النَّار کیوں ہیں؟ آیئے اس مناظرہ کو تفصیل سے پڑھتے ہیں خوارج کے خط کے جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا۔ کہ۔

اپنے گمان کے مطابق التماس حق کی طرف نکلنے والو! تم سے ایک گروہ نے میرے پاس آنے کی اجازت طلب کی ہے۔ جو آنا چاہے آسکتا ہے۔ اسے امن ہے۔ کوئی رکاوٹ ہے نہ کوئی سختی۔

میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف اقامتِ صلوۃ، ایتاءِ زکوۃ اور اللہ کی طرف رجوع کی دعوت دیتا ہوں۔ میں تمہیں اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم کتاب اور سنت رسول ﷺ کی مخالفت چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں راہ ہدایت اور واضح نشانیاں دکھادی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کرلو۔ نیز بدعات، غلو فی الدین اور ایسی چیزوں کے متعلق سول کرنے سے بچو جن کا جواب پہلے سے دیا جاچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ پہلے فرماچکا جو تم سن چکے ہو۔

یَااَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ ۔

اے ایمان والو ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔

(المائدہ۱۰۱)

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے

ھٰذِہٖ سَبِیْلِیْ اَدْعُوْااِلَی اللّٰہِ عَلٰی بَصِیْرَۃٍاَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ۔

یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں اور جو میرے قدموں پر چلیں دل کی آنکھیں رکھتے ہیں۔ (یوسف ۱۰۸)

اگر تم اللہ تعالیٰ کا حکم قبول کرلو گے۔ تو وہ تمہاری توبہ قبول کرلے گا۔ اور اگر تم منہ پھیرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہر طرف ہے اللہ تعالیٰ کو کون عاجز کرسکتا ہے؟

اِنَّ شَرَّالدَّوَابِّ عِنْدَاللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنِ لَایَعْقِلُوْنَ

بے شک سب جانوروں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں۔ (الانفال ۲۲)

تم کہتے ہو لاحکم الا للّٰہ العلی القدیر نہیں ہے حکم مگر اللہ بلند قدرت والے کا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ حُکْمًا لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ۔

اور اللہ سے بہتر کس کا حکم یقین والوں کے لیے۔ (المائدہ ۵۰)

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خط دے کر عون بن عبداللہ بن عتبہ اور محمد بن زبیر حنظلی کو خوارج کی طرف روانہ کیا۔

ان هؤلاء القوم قد خرجوا علينا باسيافهم

کہ یہ لوگ تلواریں لے کر ہمارے خلاف نکلے ہیں۔

وہاں پہنچ کر انہیں حق اور جماعت کی دعوت دو۔ اگر وہ کتاب اللہ کے ایسے کام کی دعوت دیں جو میں نہیں کر سکا تو انہیں میری طرف سے مکمل عملدرآمد کی ضمانت دے دو۔ اور اگر وہ ہمیں کتاب اللہ کے ایسے کام کی دعوت دیں جس پر ہم عمل پیرا ہیں اور وہ بے خبر ہیں تو ان پر حجت تمام کر دو۔ حتیٰ کہ وہ حق کی طرف لوٹ آئیں۔

یہ دونوں پیامبر خوارج کے پاس پہنچے تو عون بن عبداللہ نے فرمایا اے گروہ ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب سے جو جانتے تھے اسے قائم کیا ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہیں۔ اگر تمہارے پاس مزید کوئی عمل ہو تو بتاؤ۔ یا جس چیز کے متعلق تمہاری قوم کے متعلق تمہیں خطرہ ہے۔ اپنی جانوں کے متعلق خطرہ نہیں ہے یا تم اپنے لیے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس کے متعلق تم اپنی قوم کے لیے مایوس ہو چکے ہو۔ (کہ یہ چیز دوسرے لوگوں (عام مسلمانوں) کو حاصل نہیں ہو سکتی)

ام تقولون ذنوب قومكم شرك وذنوبكم ذنوب۔

یا تم یہ کہتے ہو کہ تمہاری قوم (یعنی مسلمانوں) کے گناہ شرک ہیں اور تمہارے گناہ صرف گناہ ہیں۔

خوارج نے جواب دیا:

ہم گناہوں کو کفر سمجھتے ہوئے ترک کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔

اور جو اللہ کے اتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ المائدہ ۴۴

عون بن عبداللہ نے فرمایا کہ تم نے تاویل قرآن میں غلطی کھائی ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص منزل من اللہ کا انکار کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافر ہے۔لیکن اگر اس آیت کا اقرار کرنے والا اگر صاحب حد پر جس پر حد ثابت ہو چکی ہے حد جاری نہ کرے وہ کافر نہیں ہوگا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ

اور کافر بولے یہ قرآن نہ سنو اور اس میں بے ہودہ غل کرو۔ (فصلت ۲۶)

نیز فرمایا: زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا۔

کافروں نے بکا کہ وہ ہرگز نہ اٹھائے جائیں گے۔ (التغابن ۷)

یہ لوگ بعث بعد الموت پر ایمان رکھتے ہیں اور امیر المؤمنین عدل و انصاف قائم کرنے میں اور متروک امور کو بحال و زندہ کرنے میں پوری کوشش کرتے ہیں۔

لہذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے آپ کو دیکھو۔

خوارج کہنے لگے تمہارے صاحب (امیر المؤمنین) کے عمال ظلم کرتے ہیں۔

عون نے کہا یہ اعمال تم اپنے ذمہ لے لو۔

خوارج نے جواب دیا کہ ہم اس (امیر المؤمنین) کے عامل نہیں بن سکتے۔

عون نے فرمایا کہ تم عمال کے نگران بن جاؤ۔جو عامل ناانصافی کرے اس کو معزول کردو۔

خوارج کہنے لگے ہم یہ بھی نہیں کریں گے۔

انہوں نے امیر المؤمنین کا خط پڑھ کر کہا کہ ہم دو آدمی روانہ کرتے ہیں اگر وہ ہماری بات کا مثبت جواب دے تو ٹھیک ورنہ اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

خوارج نے بنو شیبان کے ایک عاصم نامی غلام کو اور بنو یشکر کے ایک آدمی کو اپنی طرف سے روانہ کیا۔یہ سارے لوگ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ ہو گئے۔حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''خناصرہ''

مقام پر موجود تھے۔ پیامبر اوپر چلے گئے اور امیر المؤمنین کو دونوں خارجیوں کے آنے کی اطلاع دی آپ نے فرمایا ان کی تلاشی لو شاید کوئی ہتھیار نہ چھپائے ہوئے ہوں۔ پھر اندر لے آؤ۔ اس وقت حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے عبدالملک اور ان کے کاتب مزاحم بھی موجود تھے دونوں خارجی آکر کہنے لگے السلام علیکم (یعنی یاامیر المؤمنین نہ کہا) آپ نے فرمایا تمہیں اس طرح کس چیز نے نکالا؟ اور تمہیں کون سی چیز بری لگتی ہے؟

عاصم خارجی جو کہ حبشی تھا کہنے لگا ہمیں تمہارے عدل وانصاف کی کوشش پر تو کوئی اعتراض نہیں ہمیں یہ بتاؤ کیا تم مسلمانوں کی رضامندی سے خلیفہ بنے ہو یا ان کی حکومت پر زبردستی قبضہ کرلیا ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا۔

میں نے حکومت نہ تو طلب کی ہے اور نہ ان کی مرضی پر غلبہ پاتے ہوئے حکمران بنا ہوں ایک آدمی نے میرے متعلق ایک عہد کرلیا جس سے میں نے کبھی ظاہری طور پر یا پوشیدہ طور پر سوال نہیں کیا تھا۔ تو میں نے اس عہد کے مطابق فرائض انجام دینے شروع کر دیے۔ تو کسی نے انکار کیا نہ ہی تمہارے سوا کسی نے ناپسند کیا ہے اور اگر تم اس آدمی پر راضی ہو جو عدل وانصاف قائم کرے تو مجھے وہ آدمی سمجھ لو اور اگر میں حق کی مخالفت کروں اور روگردانی کروں تو تم پر میری اطاعت کوئی لازم نہیں ہے۔

دونوں خارجی کہنے لگے ہمارے اور تمہارے درمیان ایک معاملہ ہے۔

آپ نے کہا وہ کیا؟ کہنے لگے آپ نے اپنے خاندان کے اعمال کی مخالفت کی ہے۔ اسے ظلم کا نام دیا اور ان کے طریقے کو چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ حق پر ہیں اور وہ گمراہ تھے۔ تو ان پر لعنت کرو۔ اور ان سے بیزاری ظاہر کرو۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے میں جانتا ہوں تم طلب دنیا کے لیے نہیں نکلے تمہارا ارادہ آخرت ہے مگر راستہ بھٹک گئے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو لعان (لعنت کنندہ) بنا کر نہیں بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا

فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّی وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَحِیْمٌ ۔

توجس نے میرا ساتھ دیا تو وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہا نہ مانا بے شک تو مہربان بخشنے والا ہے۔ (ابراہیم ۳۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہی کی راہ چلو۔ (الانعام ۹۰)

تم نے بنو امیہ کے اعمال کو ظلم کا نام دیا ہے تنقیص و مذمت کے لیے یہی کافی ہے۔ لہذا تم اللہ تعالیٰ کی عطا پر اس کو حسن اختیار کرو اور جو فوت ہو چکا اس کو چھوڑ دو۔ گنہگاروں پر لعنت کرنا لابدی فرض نہیں ہے اور اگر تم فرض سمجھتے ہو تو اے مخاطب تو بتا تو نے فرعون پر کب لعنت کی ہے؟

وہ کہنے لگا مجھے یاد نہیں کہ میں نے فرعون پر لعنت کی ہو آپ نے فرمایا کہ اس اخبث الناس اور شر الناس پر تو لعنت نہ کرے تو تیرے لیے گنجائش ہے اور میرے لیے اپنے خاندان والوں پر جبکہ نمازی بھی ہوں۔ لعنت کے بغیر چارہ نہ ہو؟ خارجی کہنے لگے کیا وہ ظلم کرنے کی وجہ سے کافر نہیں ہوئے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی تو لوگوں نے ایمان لا کر شرعی امور کا اقرار کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول کر لیا اور اگر کسی نے کوئی خلاف شرع کام کیا تو اس پر حد جاری کر دی گئی۔

خارجی کہنے لگا کہ رسول اللہ ﷺ نے اقرار توحید خداوندی، منزل من اللہ کے اقرار اور اپنی مقرر کردہ سنتوں کی دعوت دی تھی اگر کوئی آدمی کہتا کہ احکام الٰہیہ کو مانتا ہوں مگر آپ کی سنتوں کو قبول نہیں کرتا تو آپ ﷺ اس کو قبول نہ کرتے۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی آدمی بھی یہ نہیں کہتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل نہیں کرتا لیکن ان لوگوں پر بدبختی غالب آ چکی ہے ایک کام کے متعلق جانتے بوجھتے کہ ایسا کرنا حرام ہے پھر بھی اپنی جانوں پر

زیادتی کررہے ہیں۔

خارجی کہنے لگا کہ جنہوں نے تمہارے اعمال کی مخالفت کی ہے ان سے برأت ظاہر کرواوران کے احکام مسترد کردو۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! بتاؤ کیا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما تمہارے اسلاف سے نہیں ہیں؟

خارجی کہنے لگا کیوں نہیں۔آپ نے فرمایا تم جانتے ہو کہ حضور اکرم ﷺ نے کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا ان کی اولاد کو قیدی بنالیا اوران کے مالوں پر قبضہ کرلیا تھا۔

خارجی بولے ایسا ہی ہوا تھا۔آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان قیدیوں کے ورثاء سے فدیہ لے کر قیدی واپس کردیے تھے؟

خارجی بولے ایسا ہی ہوا تھا۔آپ نے فرمایا کیا ابوبکر صدیق سے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعلان براءت کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ تو بتاؤ کہ اہل نہروان تمہارے اسلاف تھے۔تم جانتے ہو کوفہ والے جب نکلے تو کیا انہوں نے نہ خونریزی کی تھی؟ مال نہ لوٹا تھا؟ اور اہل بصرہ سے جو ان کی طرف آتے تو کیا ان کے درپے نہ ہوئے تھے؟ اور حضرت عبداللہ بن خباب اوران کی باندی کو شہید کیا تھا؟

خارجی بولے کہ جانتے ہیں۔حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس جرم سے پاک لوگوں نے ارتکاب کرنے والوں سے براءت ظاہر کی تھی؟ خارجی نے کہا کہ نہیں۔

فرمایا کیا تمہارے لیے یہ گنجائش ہے کہ تم ابوبکر صدیق عمر فاروق خوارج بصرہ او رخوارج کوفہ سے دوستی رکھو حالانکہ ان کا آپس میں اعمال اور خروج میں اختلاف تھا اور میرے لیے اپنے خاندان سے براءت کے سوا کوئی چارہ نہیں جب کہ دین ایک ہے۔

تم جاہل لوگ ہو جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے رد کر دیا تھا تم اس کو قبول کرتے ہو اور جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے قبول فرمایا ہے۔ تم اس کو رد کرتے ہو۔ جو شخص آپ ﷺ سے خائف تھا تمہارے نزدیک امن والا اور جو شخص مصطفےٰ کریم ﷺ کے ہاں امن والا تھا تمہارے پاس اس کے لیے امن نہیں ہے تمہارے پاس تو اشھد ان لاالہ الااللہ وان محمدا رسول اللہ ﷺ پڑھنے والا بھی امن میں نہیں جب کہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں پر امن اور محفوظ الدم ہوتا تھا اس کا مال محفوظ ہوتا تھا۔ اور اس کی حرمت کی حفاظت لازم تھی۔

وانتم تقتلونہ ولاتقتلون سائراھل الادیان فتحرمون دماء ھم ویأمنون عندکم

جب کہ کلمہ شریف پڑھنے والوں کو قتل کرتے ہو اور دوسرے دینوں کے پیرو کاروں کو قتل نہیں کرتے ان کے اموال کو حرام جانتے ہو اور وہ تمہارے ہاں امن والے ہوتے ہیں۔

یشکری خارجی کہنے لگا یہ بتاؤ۔ کہ ایک آدمی کسی قوم اور ان کے اموال کا والی بن جائے اور وہ اپنے بعد ایسے شخص کو والی مقرر کر دے۔ جس پر اطمینان نہ ہو تو کیا اس نے لازمی حق ادا کر دیا ہے یا تم سمجھتے ہو وہ سلامتی پا گیا؟

آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ یشکری نے کہا کیا تم یہ معاملہ یزید کو سپرد کر دو گے جب کہ تم جانتے ہو وہ حق امامت ادا نہیں کر سکتا؟

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے میں نے ولی عہد مقرر نہیں کیا میرے بعد مسلمان اپنے امور کے زیادہ لائق ہیں کہ وہ کس کو مقرر کریں۔ یشکری کہنے لگا کیا آپ کے پیشرو نے یزید کو آپ کا ولی عہد مقرر کر کے صحیح کیا ہے؟

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رونا شروع کر دیا۔ اس پر دونوں خارجی باہر چلے گئے۔

بنو شیبان کا غلام خارجی کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں یہ شخص بھلائی کی تلاش میں رہتا ہے۔ اس سے زیادہ واضح دلیل اور اس سے زیادہ ماخذ میں نے نہیں سنا۔ چلو واپس چلتے ہیں۔ دونوں واپس چلے آئے واپس آکر عاصم حبشی کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں آپ حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے سے فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تمہارا بیان اور وصف بہت خوب ہے۔ لیکن میں اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ جب تک مسلمانوں (یعنی خوارج) کو تمہاری بات نہ سنالوں اور ان کی حجت نہ جان لوں۔

وہ دونوں آدمی چلے گئے آپ نے ایک آدمی کو ان کی خبر گیری کے لیے روانہ کیا تو یشکری نے ساری گفتگو سنائی۔ خارجی کہنے لگے یہ شخص جب تک تمہیں کچھ نہیں کہتا اس کو چھوڑ دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرستادہ نے کہا کہ جب تک تم فساد نہیں کرو گے وہ بھی تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔ بسطام خارجی اپنے ساتھیوں سمیت موصل میں مقیم ہو گیا۔ اور عاصم حبشی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ٹھہر گیا اور پندرہ دن بعد اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یزید بن عبدالملک کے معاملہ نے ہلاک کر دیا کہ خارجی اس بارہ میں مجھ پر غالب آ گئے۔ فاستغفر اللہ (انساب الاشراف ص: ۳۰۱ بعد)

قارئین نے ملاحظہ کر لیا ہو گا کہ خوارج کے پاس خروج کے لیے کوئی معقول دلیل نہیں تھی جس کو بنیاد بنا کر وہ مسلمانوں کا قتل اور اخذ اموال جائز سمجھتے ہوں۔ محض سینہ زوری اور ڈھٹائی کی بنیاد پر وہ خروج کرتے چند دن چند ماہ کبھی کبھار چند سال بعد فی النار ہو جاتے۔

حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط میں ایک بات یہ تھی۔

وایاکم والبدع والغلو فی الدین والسوال عماقد کفیتموہ

کہ خود کو بدعتوں اور غلو فی الدین سے بچاؤ نیز خود کو ایسی چیز کے متعلق سوال کرنے سے بچاؤ جس کا جواب پہلے دیا جا چکا ہے، تمہیں کفایت کر دی گئی ہے، جس کی تمہیں ضرورت نہیں ہے۔

اس ارشاد گرامی بالخصوص آخری حصہ والسوال عماقد کفیتموہ کے پیش نظر فقیر مودودی صاحب کی ایک عبارت نقل کر کے اس کے متعلق گذارشات عرض کرنا چاہتا ہے اور مؤید الخوارج والفئۃ الباغیہ، سابق امیر مودودی جماعت منور حسن سے بطور خاص اس بات کی وضاحت کا طلبگار ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ مودودی صاحب اپنی تحریرات کی وضاحت کرنے اور سوالات کا جواب دینے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔ گذشتہ صفحات میں غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کے متعلق وضاحت طلب کی تھی اور باقاعدہ ایک ماہنامہ میں شائع کر کے وہ رسالہ منور حسن کے دور امارت میں رجسٹری کیا تھا مگر تادم تحریر ۲۵۔۵۔۱۴ء تک جواب کا انتظار ہی رہا۔ اب ایک اور سوال پیش خدمت ہے۔ امید ہے کہ منور حسن امارت مودودی جماعت سے سبکدوشی کے بعد فرصت کے لمحات میں جواب باصواب (نہ کہ جواب تنگ آمد بجنگ آمد) سے نوازیں گے۔

قرآن عزیز میں ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

اے نبی کہہ دو کہ میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے وہ تو غفور رحیم ہے۔

سورہ الزمر: ۵۳ ترجمہ از مودودی صاحب، تفہیم القرآن ج: ۴۔ ص: ۳۷۹

اس کی تفسیر میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے نمبر: ۱۔ ان الفاظ کی عجیب تاویل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

نبی ﷺ کو خود ''اے میرے بندو'' کہہ کر لوگوں سے خطاب کرنے کا حکم دیا ہے۔ لہٰذا سب انسان نبی ﷺ کے بندے ہیں۔ یہ درحقیقت ایسی تاویل ہے جسے تاویل نہیں بلکہ قرآن کریم کی: نمبر ۲۔ بدترین معنوی تحریف اور اللہ کے کلام کے ساتھ: نمبر ۳: کھیل کہنا چاہیے۔ نمبر ۴: جاہل عقیدتمندوں کا کوئی گروہ تو اس نکتے کو سن کر جھوم اٹھے گا لیکن اگر یہ تاویل صحیح ہو تو پھر: نمبر ۵: پورا قرآن غلط ہوا جاتا ہے کیونکہ قرآن تو ازاول تا آخر انسانوں کو صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ قرار دیتا ہے اور اس کی ساری دعوت ہی یہ ہے کہ تم ایک اللہ کے سوا کسی کی: نمبر ۶: بندگی نہ کرو۔ محمد ﷺ خود بندے تھے ان کو اللہ نے رب نہیں بلکہ رسول بنا کر بھیجا تھا اور اس لیے بھیجا تھا کہ خود بھی اس کی بندگی کریں اور لوگوں کو بھی اس کی بندگی سکھائیں۔ آخر کسی: نمبر ۷: صاحب عقل آدمی کے دماغ میں یہ بات کیسے سما سکتی ہے کہ مکہ معظمہ میں کفار قریش کے درمیان کھڑے ہو کر ایک روز محمد ﷺ نے یکایک یہ اعلان کر دیا ہوگا کہ تم: نمبر ۸: عبدالعزیٰ اور عبدالشمس کے بجائے دراصل: نمبر ۹: عبد محمد ہو۔ نمبر: ۱۰: اعاذنا اللّٰہ من ذلك ۔ (تفہیم القرآن ج ۴ ص ۳۷۹)

اس عبارت میں مودودی صاحب نے تہذیب و دیانتداری کی تمام حدود توڑتے ہوئے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، اشرف علی تھانوی سمیت اپنی سوچ کے مخالفین پر دس رکیک حملے کیے ہیں۔ نعوذ باللّٰہ من ذلك ۔

آیات قرآنیہ بحیثیت کلام الٰہی ہونے میں برابر ہیں۔ البتہ مضامین کے لحاظ سے، توحید و رسالت کے بیان پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے، نیز احکام الٰہی کی وضاحت کے پیش نظر یا رحمت خداوندی کے قریب تر ہونے کے اعتبار سے آیات قرآنیہ میں سے بعض آیات بعض دیگر آیات سے زیادہ عظمت ظاہر کرنے والی اور بیان کرنے والی ہیں اور اسی طرح بعض سور و آیات کا ثواب دیگر آیات سے زیادہ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ قرآن شریف میں سب سے زیادہ مرتبہ والی آیت آیۃ الکرسی ہے۔ بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے

منع کرنے کے اعتبار سے سب سے زیادہ جامع ''اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ'' ہے، مسلمانوں کو سب سے زیادہ فرحت وانبساط عطا کرنے کے اعتبار سے جامع آیت ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ'' ہے۔ اپنے معاملات کو سپرد خدا کرنے کے اعتبار سے سب سے جامع آیت ''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ'' ہے۔

یہ سن کر حضرت مسروق عرض کرتے ہیں: صدقت: آپ سچ کہتے ہیں۔

ایک بار حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قصہ گو واعظ کے پاس سے گزرے جو لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے وعظ کرنے والے لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کر تو آپ نے یہ آیہ کریمہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ پڑھی۔ (تفسیر ابن کثیر زیر آیہ الزمر ۵۳)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

من آیس عباداللہ من التوبة بعد ھذافقد جحد کتاب اللہ عزوجل

کہ جس شخص نے اس آیت کے بعد بھی اللہ کے بندوں کو توبہ سے مایوس کیا وہ اللہ عزوجل کی کتاب کا منکر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیہ ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ'' کے بدلے دنیا اور اس کی تمام نعمتوں کو پسند نہیں کرتا۔ (تفسیر مظہری)

اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں گئے تو بات طویل ہو جائے گی مختصراً یہ ہے کہ اس آیہ کریمہ کے پہلے جملہ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ میں قل کے قائل حضور اکرم ﷺ ہیں۔ تو یا عبادی میں ''یا'' حرف ندا ہے۔ عبادی منادی۔ عبادی میں عباد مضاف ہے اور ''ی'' ضمیر مضاف الیہ۔ اس ''ی'' ضمیر

مضاف الیہ سے مراد قل کے قائل حضور اکرم ﷺ ہیں یا نہیں اس میں غور مقصود ہے۔ ہم قرآن عزیز کا بغور مطالعہ کریں تو ہمیں ایسے متعدد مقامات ملتے ہیں جن میں قل یا قال کے بعد منادی مضاف ہے ''ی'' ضمیر متکلم کی طرف تو اس ضمیر سے مراد قل کا قائل ہے۔ مثلاً ارشاد ربانی ہے:

قُلْ یَا قَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

تم فرماؤ اے میری قوم تم اپنی جگہ پر کام کیے جاؤ میں اپنا کام کرتا ہوں تو اب جاننا چاہتے ہو۔ (سورہ انعام ۱۳۵)

اس آیہء کریمہ میں قل کے بعد یا قوم ہے جو کہ اصل میں یا قومی تھا ورنہ یا قـــومُ ہونا چاہیے تھا۔ (علم نحو سے ادنی تعلق رکھنے والا شخص بھی یہ جانتا ہے۔ یہ کوئی الجھن والی بات نہیں ہے) اس میں ''ی'' ضمیر سے مراد قـــل کے قائل بھی حضور اکرم ﷺ ہیں اسی طرح قل یعبادی میں بھی ''ی'' ضمیر سے مراد قل کے قائل حضور اکرم ﷺ ہیں جہاں قل کے بعد ''ی'' ضمیر سے مراد حضور اکرم ﷺ نہیں ہیں وہاں قرآن عزیز کا انداز بیان بھی مختلف ہے۔ مثلاً: ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا میرے ان بندوں سے فرماؤ جو ایمان لائے۔

(ابراھیم ۳۱)

یہاں عبـــادی میں ''ی'' ضمیر سے مراد قل کے قائل رسول اکرم ﷺ نہیں ہیں۔ اس لیے ''لعبادی'' آیا ہے یا عبادی نہیں آیا۔ (۱)

دوسری جگہ ارشاد ہوا ہے: قُلْ لِعِبَادِیْ یَقُوْلُ الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔

اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو۔ الاسراء ۵۳

یہاں بھی قل کے بعد عبادی کی ''ی'' ضمیر متکلم سے مراد قل کے قائل حضور اکرم ﷺ نہیں ہیں۔ اس لیے لعبادی آیا ہے نہ کہ یعبادی۔

سورہ زمر کی آیت نمبر ۱۰ اور آیت نمبر ۱۴ میں عبـــاد ''ی'' ضمیر متکلم کی طرف

مضاف ہے۔ ایک جگہ قل کے بعد منادی واقع ہوا، دوسری جگہ منادی ہے مگر قل کے بعد عباد نہیں ہے۔

چنانچہ ملاحظہ ہو: قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ۔

اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو۔ (الزمر ۱۰)

دوسری جگہ فرمایا: ذٰلِکَ یُخَوِّفُ اللّٰہُ بِہٖ عِبَادَہٗ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۔

اس سے اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ سے ڈرو۔ (الزمر ۱۶)

واضح ہو کہ یا عباد اصل میں یا عبادی تھا یہ واضح اور بدیہی بات ہے۔ چونکہ مودودی جماعت کے وابستگان بھی مودودی صاحب کی طرح علوم درسیہ سے محروم اور فارغ ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے واضح بات کو بھی تکرار سے بیان کرنا پڑ رہا ہے تا کہ کوئی آدمی دھوکہ نہ کھا جائے کہ یہ تو یا عباد ہے یا عبادی تو نہیں یا عباد دراصل یا عبادی ہے۔ اسی لیے المعجم المفہرس لالفاظ القرآن میں جہاں عباد کی فہرست ذکر کی ہے وہاں بریکٹ میں ضمیر بھی ذکر کر دی ہے۔

ملاحظہ ہو کہ سورہ زمر کی آیت نمبر ۱۰ سے پہلے کی ضمیر ''ی'' ضمیر بیان کرتے ہوئے یوں لکھا ہے عباد (ی) ۔

الغرض قرآن مجید میں بلکہ سورہ زمر میں جہاں قل کے بعد یا عبادی آیا ہے وہاں بعد میں ''اِتَّقُوْا رَبَّکُمْ اپنے رب سے ڈرو'' ہے۔ (الزمر ۱۰)

اور جہاں قل کے بغیر یا عبادی آیا ہے وہاں یَا عِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ہے۔

کہ اے میرے بندو مجھ سے ڈرو۔ (الزمر ۱۶)

خلاصہ کلام: جہاں یا عبادی کے منادی مضاف الیہ ''ی'' سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں اس کا آغاز قل سے ہوا ہے اور بعد والے کلام میں کم ضمیر مخاطب (اتقوا ربکم اپنے رب سے ڈرو) ہے اور جہاں جہاں آپ ﷺ مراد نہیں ہیں

حاشیہ نمبر ۱۔ شمائم امدادیہ کی عبارت بھی اسی کی تائید کرتی ہے۔

تو یہاں لفظ قل نہیں ہے اور نہ ہی ضمیر مخاطب ہے بلکہ ضمیر متکلم (یا عباد فاتقون ۔ اے میرے بندو مجھ (رب العزت) سے ڈرو۔)

یہ کلام تو تھا قل کے بعد منادی مضاف واقع ہو تو ''ی ''ضمیر سے مراد قل کا قائل ہے۔ اب قال دیکھو کہ قال کے بعد منادی مضاف ہو ضمیر متکلم کی طرف تو ''ی'' ضمیر سے مراد قال کا قائل اور فاعل ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْقَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ ۔

اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا اے میری قوم تم نے ظلم کیا۔ (البقرہ ۵۴)

فَلَمَّآاَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِکُوْنَ ۔

پھر جب وہ ڈوب گیا تو کہا اے میری قوم میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ (الانعام ۷۸)

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ ۔

بے شک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کو پوجو۔ (الاعراف ۵۹)

اسی طرح سورہ اعراف آیت نمبر ۶۱۔۶۵۔۶۷۔۷۳۔۷۹۔۸۵۔۹۳۔ نیز دیگر متعدد آیات میں منادی مضاف بسوئے ''ی'' متکلم وارد ہے اور ''ی'' سے مراد قال کا قائل اور فاعل ہے۔

آمدم برسر مطلب

سورہ زمر کی محولہ بالا آیت نمبر ۵۳ جس میں ارشاد ہوتا ہے ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ '' میں قل سے مراد حضور اکرم ﷺ ہیں۔ یعبادی منادی میں واقع ''ی'' ضمیر متکلم سے مراد بھی حضور اکرم ﷺ کی ذات ہے۔ معنی یوں ہوں گے:

اے نبی تم فرماؤ: اے میرے غلامو (اے محمد کریم ﷺ کے غلامو) جنہوں نے

اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ یہاں یاعبادی وارد ہے عباد عبد کی جمع ہے۔

اس کے متعلق امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

والعبد یقال علی اربعة اضرب .الاول عبد بحکم الشرع .وهو الانسان الذی یصح بیعه وابتیاعه .نحو والعبد بالعبد،عبدامملوکالایقدرشیء .

الثانی عبد بالایجادوذلك لیس الا الله وایاه قصد بقوله :ان کل من فی السموت والارض الااتی الرحمن عبدا .

والثالث عبد بالعبادة والخدمة والناس فی هذا ضربان :عبدالله مخلصا وهو المقصود بقوله ذریةمن حملنامع نوح انه کان عبدا شکورا،نزل الفرقان علی عبده،علی عبده الکتب،ان عبادی لیس لك علیهم سلطان، کونوا عبادالی،الاعبادك منهم المخلصین،جنت عدن التی وعدالرحمن عباده بالغیب،وعبادالرحمن الذین یمشون علی الارض هونا،ان اسر بعبادی، فوجداعبدامن عبادنا .

وعبد للدنیاواعراضهاوهو المعتکف علی خدمتهاومراعاتهاوایاه قصد النبی ﷺ بقوله تعس عبدالدرهم تعس عبدالدینار .

(نوٹ ان آیات کا ترجمہ ہم تفہیم القرآن سے نقل کریں گے۔جلالی)

عبد کا اطلاق چار معنوں پر ہوتا ہے۔

پہلا معنی: حکم شرع کے مطابق وہ انسان جس کی خرید وفروخت جائز ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے۔ (البقرہ ۱۷۸)

نیز فرماتا ہے: عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ ۔

ایک تو غلام ہے جو دوسرے کا مملوک ہے اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ (النحل ۷۵)

امام راغب نے یہ دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔قرآن مجید میں مزید وارد ہے

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ۔

ایک مومن مشرک شریف سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں بہت ہی پسند ہو۔ (البقرہ ۲۱)
دوسرا معنی: عبد بمعنی ایجاد کردہ۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان کے لائق ہے اس آیہء کریمہ اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۔
آسمانوں اور زمین میں جتنے ہیں سب اس کے حضور بندے ہو کر حاضر ہوں گے۔ (مریم ۹۳)

سے یہی معنی مراد ہیں۔
تیسرا معنی: عبد بمعنی عبادت و خدمت گزار۔ اس معاملہ میں لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔
نمبر ا۔ اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ ان آیات سے یہی مقصود ہے۔
ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۔
تم ان لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوح کی کشتی پر سوار کیا تھا اور نوح ایک شکر گزار بندہ تھا۔ (الاسراء ۳)

نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کیا۔ (الفرقان ۱)
عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ (الکھف ۱)
اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ۔
بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہ چلے گا۔ (الحجر ۴۲)
كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ تم میرے بندے بن جاؤ۔ (آل عمران ۷۹)
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ۔ (الحجر ۴۰)
سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں سے خالص کر لیا ہو۔
جَنّٰتُ عَدْنِنِ الَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ۔
ان کے لیے ہمیشہ رہنے کی جنتیں ہیں جن کو رحمٰن نے اپنے بندوں سے در پردہ وعدہ کر رکھا ہے۔ (مریم ۶۱)

وَعِبَادُالرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا ۔
رحمٰن کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں۔ (الفرقان ۶۳)
اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ ۔ کہ اب راتوں رات میرے بندوں کو لے کے چل پڑ۔
(طٰہٰ ۷۷)

فَوَجَدَا عَبْدًامِنْ عِبَادِنَا وہاں انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پایا۔ (الکھف ۱۶۵)

نمبر۲۔ دنیا اور اس کے ساز و سامان کا عبد (خادم)۔ یہ وہ شخص ہے جو دنیا کی خدمت اور اس کی رو رعایت پر جما ہوا آسن مارے بیٹھا ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے ارشاد گرامی:

"تعس عبدالدرھم، تعس عبدالدینار"

تباہی ہو درہم کے بندے یعنی خادم وغلام پر تباہی ہو دینار کے بندے یعنی خادم وغلام پر" میں یہی معنی مراد لیے ہیں۔ مفردات امام راغب ص ۳۴۰ مادہ عبد

بخاری شریف میں یہ حدیث شریف دوجگہ پر موجود ہے۔ حدیث نمبر ۲۳۶۷ حدیث نمبر: ۶۴۳۵۔ حدیث نمبر ۶۴۳۵ کی شرح میں امام بدرالدین عینی علیہ الرحمہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں

قولہ ﷺ عبد الدینار ای طالبہ وخادمہ والحریص علی جمعہ والقائم علی حفظہ فکانہ لذلک عبدہ وقال شیخ شیخنا الطیبی خص العبد بالذکر لیؤذن بانغماسہ فی محبۃ الدنیا وشھواتھا کالاسیر الذی لایجد خلاصا۔

دینار کا بندہ یعنی دینار کا طالب وخادم اور دینار جمع کرنے پر حریص اور اس کی حفاظت پر قائم رہنے والا۔ گویا کہ وہ آدمی دینار کا عبد یعنی غلام بن چکا ہے۔ ہمارے دادا شیخ علامہ طیبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں عبد کا بطور خاص ذکر کرنا

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ آدمی دنیا کی محبت اوراس کی خواہشات میں اس قدر ڈوب چکا ہے جیسے کہ کوئی قیدی ہو جو نکلنے کی کوئی صورت نہ پائے۔

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۲۳ ص ۶۸ حدیث نمبر ۶۴۳۵ مطبوعہ بیروت

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ م ۸۵۲ء فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں **عبدالدینار ای طالبه الحریص علی جمعه القائم علی حفظه فکانه لذلك عبده و خادمه۔**

عبدالدینار یعنی دینار کا طالب اس کے جمع کرنے پر حریص اور حفاظت پر قائم رہنے والا گویا کہ وہ دینار کا خادم اور غلام بن چکا ہے۔ آگے علامہ طیبی والی عبارت درج ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۳۰۶ مطبوعہ کراچی)

اس سے واضح ہوگیا کہ عبد بمعنی عبادت گزار و پرستش کنندہ بھی آتا ہے اور عبد بمعنی خادم بھی آتا ہے۔ پوری طرح کسی کے پیچھے لگ جانا بھی عبد کا معنی ہے۔ عبد کے معنی عابد، پرستش کنندہ، عبادت و بندگی کرنے والا ہوں تو اس کی نسبت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہو سکتی ہے جیسے عبداللہ عبدالرحمٰن عبدالمالک۔ اور اگر عبد بمعنی قابل خرید و فروخت، رقیق اور مملوک ہو تو قرآن پاک، احادیث طیبہ، آثار صحابہ، محاورات عرب اور فقہی و کلامی جزئیات میں بلا مبالغہ سینکڑوں مقامات فقیر کے سامنے ہیں۔ جن میں عبد کی نسبت اللہ کے غیر کی طرف کی گئی ہے۔

قرآن عزیز میں ہے:

نمبر۔ا وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ۔

اس آیہ کریمہ میں عباد (عبد کی جمع بمعنی غلام، رقیق، زرخرید، جس کی بیع و شرا ہو سکے) کی نسبت عام انسانوں کی طرف کی گئی ہے زید کا اگر ایک غلام ہو تو عربی میں عبد زید زیادہ ہوں تو عباد زید کہیں گے۔ کوئی عمرو کا غلام ہو تو عبد عمرو اور بکر کا غلام ہو تو عبد بکر اگر نبی ﷺ کا غلام ہو تو عبد النبی اور عبد المصطفیٰ ﷺ

کہا جائے گا۔ کوئی مقامی عالم ہو یا عوامی، قومی عالم ہو یا بین الاقوامی اس عبادکم کی نسبت سے عبد زید، عبد حامد، عبد قاضی، عبد منور حسن

عبد بلوچ عبد سراج الحق اور عبد مودودی یا عبد یہودی کو شرک نہیں کہہ سکتا ورنہ قرآن عزیز پر صراحتاً تعلیم شرک کا فتویٰ لگے گا۔ تعالیٰ اللہ عن ذلك

اگر اسی آیت کی روشنی میں کسی کو عبد الرسول، عبد النبی، عبد المصطفےٰ کہہ لیا جائے تو اس پر ہرگز ہرگز شرک کا فتویٰ نہیں لگ سکتا۔

نمبر۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا ۔ اللہ ایک مثال دیتا ہے ایک جو غلام ہے جو دوسرے کا مملوک ہو اور خود کوئی اختیار نہیں رکھتا دوسرا شخص ایسا ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھا رزق عطا کیا ہے۔ (النحل ۷۵ ترجمہ مودودی صاحب)

اس آیہء کریمہ میں بھی لفظ عبد آیا ہے، جو کہ عبادت گزار، پرستش کنندہ کے معنی میں نہیں ہے۔ بلکہ زر خرید غلام، قابل بیع وشرا نوکر اور خادم کے معنی میں ہے۔ اگر اس معنی کا لحاظ کرتے ہوئے کسی کو عبد ہارون، عبد افلاطون، عبد عباس کہہ دیا جائے تو کون عقلمند اس پر شرک کا فتویٰ لگائے گا؟ اگر بایں معنی عبد ہارون، عبد فلاں بٹ جائز ہے تو عبد محمد کریم ﷺ اور عبد مصطفےٰ ﷺ کیونکر شرک ہو سکتا ہے؟۔ اسی سورہ نحل کی اگلی آیت (۷۶) میں وارد ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلَ الرَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰهُ ۔

اللہ ایک اور مثال دیتا ہے دو آدمی ہیں ایک گونگا بہرا ہے کوئی کام نہیں کر سکتا اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے (ترجمہ مودودی)

اس کی تفسیر میں مودودی صاحب لکھتے ہیں (یہ دو آدمی) ایک با اختیار مالک ہے اور دوسرا بے اختیار غلام۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۵۵۸)

اس آیہء کریمہ میں "ھو" ضمیر سے مراد اور مولاہ کی "ہ" ضمیر سے مراد بھی غلام ہے اپنے آقا پر بوجھ بنا ہوا ہے یہاں پر مـــولا کی "ہ" کی طرف اضافت (اپنے آقا کا غلام۔ مثلاً حامد آقا ہے اور زید غلام) بتا رہی ہے کہ حامد کو زید کا آقا کہنا درست ہے تو لازماً زید کو حامد کا غلام کہنا بھی درست ہے۔ یہ لازم معنی صریح کی طرح ہی ہے۔ کون ہے جو قرآن عزیز کے اس انداز بیان کو شرک کا نام دے؟ جب حامد زید کا آقا ہے۔ تو زید حامد کا عبد اور غلام ہے۔ اسی طرح مصطفےٰ کریم ﷺ امت کے آقا ہیں تو امت یقیناً مصطفےٰ کریم ﷺ کی عبد اور غلام ہے۔

نمبر ۳۔ قرآن عزیز میں مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو فرمایا: رہا تیرا احسان جو تو نے مجھ پر جتایا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا تھا۔ (الشعراء ۲۳ ترجمہ مودودی)

اس آیہ کریمہ میں لفظ عَبَّدْتَّ کا ماخذ عبد ہے جسے مودودی صاحب نے غلام کے معنی میں لیا ہے۔ گو فرعون نے خدائی دعویٰ بھی کر رکھا تھا مگر وہ بنی اسرائیل سے نوکری چاکری کراتا تھا۔ معمولی معمولی کام ان سے کراتا تھا۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "عبدت بنی اسرائیل" تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنالیا تھا۔

فقیر یہ دریافت کرنے میں حق بجانب ہے اگر کوئی شخص عبد کا وہ معنی مراد لے جو اس آیت سے مراد ہے اور مودودی صاحب نے خود اسے اختیار بھی کیا ہے تو کیا اس پر شرک کا فتویٰ لگے گا؟ ہر گز ہر گز نہیں لگے گا۔ اگر اس معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم خود کو عبد الرسول یا عبد المصطفےٰ کہیں تو "حاملہء شرک و بدعت امت" مار (سانپ) شرک اور عقرب بدعت جنم دینے میں بے تاب کیوں ہو جاتی ہے؟

!

گھر کی گواہی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ارشاد الزمر کی مذکورہ محولہ آیہء نمبر ۵۳ کے متعلق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا حوالہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ حضرت حاجی صاحب کی شخصیت ان مشرک سازوں کے لیے حجت ہونی چاہیے۔ کیونکہ دیوبندی علماء بالاتفاق انہیں اپنا شیخ و پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔ اگرچہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' سے انحراف بھی کرتے ہیں حتیٰ کہ رشید احمد گنگوہی فیصلہ ہفت مسئلہ کو دیکھ کر آگ بگولا ہو کر اس کو جلانے کا حکم بھی صادر کر دیتے ہیں۔ بہرکیف ان کا حوالہ پیش خدمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ حضور ﷺ واصل بحق ہیں۔ عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: قل قُلْ یَاعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ ۔الآیہ'' مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔ مولانا اشرف علی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرمایا لاتقنطو امن رحمۃ اللہ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی۔ (شمائم امدادیہ ص: ۷۱، مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان)

آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ حضرت حاجی صاحب ارشاد فرماتے ہیں اور مولوی اشرف علی تھانوی اس کی تائید بھی کرتے ہیں تاکید مزید کے طور پر قرینہ و قیاس کے مطابق قرار دیتے ہیں۔ مگر برا ہو ذوالوجہینی سوچ اور طبعی ہٹ دھرمی کا کہ تھانوی صاحب نے یہی عبارت امداد المشتاق ص ۹۳ پر ذکر کرتے ہوئے اس پر قفل تھانوی چڑھانے کی کوشش کی ہے۔

نمبر ۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ ۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو اس آزاد ہی سے بدلہ لیا جائے گا غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے گا۔ البقرہ ۱۷۸ ترجمہ مودودی صاحب۔

اس آیہ کریمہ میں آزاد آدمی کے مقابلے میں غلام آدمی کا ذکر ہے۔ یہاں عبد

بمعنی عبادت گزار پرستش کنندہ، بندگی کرنے والا، سجدہ ریز ہونے والا، الغرض عبادت کا معنی ادا کرنے والا کوئی لفظ نہیں آسکتا۔ تو عبد المصطفےٰ میں قرآن میں مستعمل معنی لینے سے کسی کو تکلیف کیوں ہوتی ہے یہ مسئلہ فقیر کی سمجھ سے بالاتر ہے۔

وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ (النور ۳۲)، عَبْدًا مَّمْلُوْکًا (النحل ۷۵) ھُوَ کَلٌّ علٰی مَوْلٰہُ (النحل ۷۶) اَلعبدُ بِالعبدِ (البقرہ ۱۷۸) میں مودودی صاحب نے جو معنی خود مراد لیے ہیں اگر" قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ سورہ زمر آیت نمبر ۵۳ میں یہی معنی مراد لیتے تو انہیں خارجیانہ فتوی بازی، منافقانہ شرک سازی، احمقانہ افتراء پردازی، متعصبانہ دھونس وچالبازی نجدیانہ وہابیانہ بغضِ مصطفےٰ کریم ﷺ کے پیش نظر جعلسازی اور تفریق امت ودیگر مبتدعانِ امت گنگوہی، نانوتوی، دہلوی، تھانوی وغیرہ میں شرکت سازی سے نجات مل سکتی تھی۔

کل میسر لم خلق لہ سچ ہے۔

عبدِ فلاں احادیث طیبہ کی روشنی میں

قارئین کی سہولت کے پیش نظر دوبارہ وضاحت کی جاتی ہے کہ جب ہم عبد فلاں کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت۔ عبد زید کہہ لیں۔ عبد حامد کہہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ کا خود کو ادنی خادم اور غلام سمجھتے ہوئے عبد المصطفےٰ ﷺ کہہ لیں۔ تو جب عبد فلاں کہنا درست ہے تو عبد المصطفےٰ ﷺ بطریق اولی درست ہے۔

آیئے احادیث طیبہ دیکھتے ہیں جن میں عبد کی نسبت اللہ کے غیر کی طرف کی گئی ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فتح خیبر کی حدیث شریف منقول ہے آپ فرماتے ہیں:

ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول اللہ ﷺ عبد لہ وھبہ رجل من

جذام يدعى رفاعة بن زيد من بنى الضبيب فلمانزلناالوادى قام عبد رسول الله ﷺ .

پھر ہم وادی کی طرف چلے تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کا غلام بھی تھا۔ جو بنو ضبیب کے قبیلہ جذام کے رفاعہ بن زید نامی شخص نے اپ کو پیش کیا تھا۔ جب ہم وادی میں اترے تو رسول اللہ ﷺ کا غلام (عبد الرسول) کھڑا ہو کر کجاوہ کھولنے لگا۔

(مسلم شریف ج ا ص ۴)

اس حدیث شریف میں صحابی رسول ﷺ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف دو بار عبد کی نسبت کر رہے ہیں۔ نمبرا۔ **عبد له** نمبر۲۔ **عبد رسول الله ﷺ**

حدیث شریف نمبر۲: مسلم شریف میں ہی حدیث ہے۔

ان سعدار كب الى قصره بالعقيق فوجد عبدا يقطع شجرايخبط فسلبه فلمارجع سعد فجاء اهل العبد فكلموه ان يرد على غلامهم او عليهم مااخذ من غلامهم .

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر وادی عقیق میں اپنے مکان کی طرف جا رہے تھے تو آپ نے ایک عبد (غلام) کو دیکھا جو درخت کاٹ رہا تھا یا پتے جھاڑ رہا تھا۔ تو آپ نے اس کا سامان چھین لیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وادی عقیق سے واپس لوٹے تو اس عبد کے اہل (وارثوں) نے آپ سے گزارش کی کہ ان کے غلام کا سامان اسے واپس فرما دیں یا عرض کی کہ ان کے غلام سے جو چھینا ہے وہ انہیں لوٹا دیں۔ (مسلم شریف ص ۴۴۱)

مستدرک امام حاکم کے الفاظ یہ ہیں: **يسئلونه ان يرد عليهم مااخذ من عبدهم** ۔(مستدرک ج ا ص ۷۴۴ حدیث نمبر ۱۸۲۶)

اس حدیث شریف میں ایک بار "**عبدا**" بمعنی غلام آیا ہے دوسری بار **اهل**

العبد بمعنی عبد کے اہل مالک و وارث آیا ہے۔ تیسری بار علی غلامهم ان کے غلام پر چوتھی بار من غلامهم ان کے غلام سے وارد ہے۔ یہ صحاح ستہ کی حدیث ہے گزارش کرنے والے صحابہ وتابعین ہیں اور جن سے گزارش کی جارہی ہے وہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ان الفاظ میں جلیل القدر صحابی حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شرک کی بو آئی اور نہ دیگر حضرات صحابہ وتابعین کو شرک کا شائبہ نظر آیا جو آج کے ایک صحافتی زندگی کی منزلیں طے کرنے والے سیاسی لیڈر کو عبد النبی اور عبد المصطفےٰ ﷺ سے شرک دکھائی دے رہا ہے۔ گروہی تعصب سے پاک ہو کر تفسیر لکھنا بڑی دور کی بات ہے جو ہر اہل قلم کے نصیب میں نہیں۔

حدیث شریف نمبر۳: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثلثة لاتسئل عنهم امة او عبد ابق من سيده فمات ۔

(ان میں سے ایک) وہ لونڈی یا عبد (غلام) جو اپنے آقا سے بھاگ جائے اور اسی دوران مر جائے۔ (مستدرک امام حاکم ج ا ص ۲۲۱ حدیث نمبر ۴۱۵)

اس حدیث شریف میں عبد ابق من سيده میں سید کی اضافت "ہ" ضمیر راجع بسوئے عبد کی طرف ہے۔ مثلاً زید سید ہے اور خالد غلام ہے تو زید سید غلام بن گیا اور خالد عبد زید ہوگا۔

حدیث شریف نمبر۴: حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ نے منبر رسول ﷺ پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا حمد وصلوۃ کے بعد ارشاد فرمایا:

ايها الناس انى قد علمت منكم انكم تؤنسون منى شدة وغلظة وذلك انى كنت مع رسول الله ﷺ فكنت عبده وخادمه ۔

اے (گروہ صحابہ کرام وتابعین عظام) لوگو! مجھے معلوم ہے کہ تم مجھ میں شدت اور سختی محسوس کرتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا اور آپ

کا عبد اور خادم تھا۔ (مستدرک ج ۱ ص ۲۲۸ حدیث نمبر ۴۴۱)

اس حدیث شریف کی شرح میں امام اہلسنّت شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں دیکھو امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اشد الناس فی امر اللہ بر سر منبر اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا بندہ بتا رہے ہیں اور مجمع عام صحابہ کرام سنتا اور برقرار رکھتا ہے۔

وللہ الحمد، وللہ الحجة البالغة (الامن والعلیٰ ص ۸۴)

حدیث شریف نمبر ۵: حضرت حارث بن عبداللہ بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ میں تشریف لے جا رہے تھے تو قبیلہ "مزینہ" کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے فاتبعه عبد لامرء ة منهم تو ان کی ایک عورت کا عبد (غلام) آپ ﷺ کے پیچھے چل دیا (اس حدیث شریف میں محبت کا پہلو عجیب انداز سے نمایاں ہے اس لیے پوری حدیث ملاحظہ ہو) جب رسول اللہ ﷺ راستے پر پہنچے تو ایک غلام نے سلام پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ فلاں ہے؟

عرض کی: جی ہاں وہی ہوں۔

فرمایا: کیسے آئے؟

عرض کی: آپ کے ساتھ مل کر جہاد کروں گا۔

فرمایا اذنت لك سيدتك؟ کیا تیری سیدہ (مالکہ) نے تجھے اجازت دی ہے؟

عرض کیا: کہ نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلے جاؤ اپنی سیدہ کو بتاؤ کہ اگر تجھ جیسا عبد (غلام) واپس لوٹنے سے پہلے مر جائے تو اس کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ اور اپنی سیدہ مالکہ کو میرا سلام کہنا۔ غلام نے واپس آ کر ساری سرگذشت بیان کی تو وہ عرض کہنے لگی:

آللہ هو امر ان تقرء علی السلام کیا اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے ہو کہ آپ ﷺ

نے مجھے سلام سے نوازا ہے؟

غلام نے کہا: ہاں

اس عورت نے کہا: تمہیں اجازت ہے جاؤ آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کرو۔

(مستدرک امام حاکم ج ۲ ص ۲۴۳)

اس حدیث شریف کے الفاظ ہیں **عبد لامرء ۃ** عورت کا غلام، **عبد المرء ۃ** یا **عبد لامرء ۃ** ہو عربی گرائمر کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں بلکہ **غلام زید** دراصل **غلام لزید** ہی تھا لام کو حذف کر کے زید کی طرف اضافت کر دی گئی ہے۔ اس وضاحت کی ضرورت تو نہیں تھی لیکن کیونکہ مودودی صاحب اور ان کی ذریت علوم عربیہ سے ماوراء مفسر ہیں اس لیے وضاحت کر دی گئی۔

حدیث شریف نمبر ۶: مستدرک شریف کی حدیث نمبر ۲۷۱۷ میں ایک واقعہ میں یہ الفاظ وارد ہیں: **ان غلاما کان لبابی** ۔ بابی کا ایک غلام تھا۔

کان الغلام یعادی سیدہ ۔ غلام اپنے آقا سے عداوت رکھتا تھا۔

فذھب الی سید العبد ۔ کہ حضرت بابی عبد کے سید (آقا) کے پاس گئے۔

اس حدیث میں کبھی لفظ غلام استعمال ہوا ہے اور کبھی عبد یعنی دونوں مترادف ہیں اور سید العبد کے لفظ بھی موجود ہیں۔ **سید العبد** عبد کا آقا ترکیب درست ہے تو **عبد السید** بھی لامحالہ درست ہے۔ **وللہ الحمد**۔

حدیث شریف نمبر ۷: حضرت نضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت سے شادی کی تھی۔ پھر اس عورت کی کسی بات کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

والولد عبدلك کہ وہ بچہ تیرا عبد اور غلام ہے۔

یہ مرفوع لفظ ہیں۔ کیا کوئی حیادار آدمی عبد نضرہ کہنے پر بھی شرک کا حکم لگائے گا؟ (مستدرک حدیث شریف ۲۷۹۶)

مستدرک کی حدیث شریف نمبر ۲۷۹۷ کے الفاظ یہ ہیں **فجعل النبی** ﷺ **عبداله** اس کے معنی بھی یہ ہیں کہ اس بچے کو حضرت نضرہ کا عبد بنا دیا۔ وہ عبد نضرہ بن گیا۔ اگر عبد نضرہ جائز ہے تو عبد المصطفیٰ بھی جائز ہی ہے۔

حدیث شریف نمبر ۸: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

اذا تزوج العبد بغير اذن سيده كان عاهرا۔

جو عبد (غلام) اپنے آقا کی اجازت کے بغیر نکاح کرے وہ بدکار ہوگا۔

(مستدرک ج ۲ ص ۳۱۳ حدیث شریف نمبر ۲۸۳۶)

یہاں لفظ عبد کا الف لام عوضی ہے اصل میں ہے **عبد السيد** آقا کا غلام۔ سیدہ کی اضافت بھی ہو رہی ہے۔ جب عبد کا سید درست ہے تو سید کا عبد بھی درست ہے۔

حدیث شریف نمبر ۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ليس منا من خبب امرءة على زوجها او عبدا على سيده۔**

جو شخص عورت کو اس کے خاوند کے معاملہ میں خراب کرے یا عبد غلام کو اس کے آقا پر خراب کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حدیث شریف نمبر ۱۰: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرہ حضرت فریعہ بنت مالک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: **خرج زوجي في طلب اعبدله** ۔ کہ میرا خاوند اپنے اعبد (غلاموں) کی تلاش میں نکلا۔

(مستدرک حدیث نمبر ۲۸۸۲ ج ۲ ص ۳۲۶)

حدیث شریف نمبر ۱۱: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان عبد الحاطب جاء نبی الله ﷺ

کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا عبد (غلام) رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں

شکایت لے کر حاضر ہوا۔ (مستدرک حدیث شریف نمبر ۵۳۸۷)

حدیث شریف نمبر ۱۲: بڑی معرکۃ الآراء حدیث ہے حدیث ابورکانہ۔ اس کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

طلق عبد یزید ابو رکانة ام رکانة۔ عبدیزید ابورکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دے دی۔

اسی حدیث شریف کے آخر میں ہے:

فقال رسول اللہ ﷺ لعبد یزید تو رسول اللہ ﷺ نے عبد یزید کو فرمایا۔

(مستدرک حدیث شریف نمبر ۳۸۶۷ ج ۳ ص ۹۵)

حدیث شریف نمبر ۱۳: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ لایرث المسلم النصرانی الاان یکون عبده او امته۔

کہ مسلمان نصرانی کا وارث نہیں بن سکتا مگر یہ کہ وہ اس کا عبد (غلام) ہو یالونڈی۔ (مستدرک ج ۵ ص ۲۶۳ حدیث نمبر ۸۱۷۳)

حدیث شریف نمبر ۱۴: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں نیز حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی راوی ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ من قتل عبده قتلناه ومن جدع عبده جدعناه۔

کہ جو شخص اپنے عبد (بندے اور غلام) کو قتل کرے گا ہم اسے قتل کریں گے اور جو شخص اپنے عبد (بندے اور غلام) کا ناک، کان کاٹے گا ہم اس کے کاٹیں گے۔

(مستدرک ج ۵ ص ۳۵۵ حدیث نمبر ۸۲۱۵، ۸۲۶۵، ۸۲۶۶)

حدیث شریف نمبر ۱۵: حدیث شریف نمبر ۱۴ جو کہ فقیر نے مستدرک کے حوالے سے ذکر کی ہے ابوداؤد شریف کتاب الدیات میں بھی موجود ہے بلکہ اس

کا باب بھی یہ ہے

باب من قتل عبده الخ اسکے بعد ابوداؤد شریف میں یہ حدیث شریف بھی موجود ہے۔

من خصی عبده خصیناه جو اپنے عبد (غلام اور بندے) کو خصی کرے گا ہم اس کو خصی کرنے کا حکم دیں گے (خصی کریں گے)۔

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۷۰ کتاب الدیات)

حدیث شریف نمبر ۱۶: واضح ہو کہ ہم نمبر وار احادیث جمع کر رہے ہیں کہ حدیث عام معنی میں ہے تو یہ آثار صحابہ کرام کو بھی شامل ہے۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف کرتے ہوئے عبد فلاں کہنا یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کلام فیض نظام میں عام تھا۔ جسے نہ کسی صحابی نے اور نہ ہی بعد والے کسی امام، فقیہ، محدث یا مفسر نے شرک کا نام دیا اور نہ ہی قرون مفصلہ بلکہ بعض والی کئی صدیوں میں کسی کو شرک کی بو آئی ہے۔ یہ آخری ڈیڑھ دو صدیوں کی بات ہے کہ کچھ لوگوں کو عبد النبی، عبد الرسول اور عبد المصطفٰے سے شرک کی بو آنے لگی ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

آج کل کمپیوٹر کا دور دورہ ہے کتب احادیث کے ذخیرہ سے ایسے مواقع تلاش کرنا بالکل آسان ہے جہاں عبد کے نسبت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف کی گئی ہے۔ فقیر کے پاس اگرچہ کمپیوٹر تو موجود نہیں مگر بحمدہ تعالیٰ فقیر اس مسئلہ (عبد کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علاوہ کی طرف) میں درجنوں حوالے درج کرے گا انشاء اللہ۔ آیئے ملاحظہ ہو: حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس۔ حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے۔ حضرت قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو حضرت اشعث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مار کر قنبر کی ناک خون آلود کر دی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے تو آپ نے فرمایا:

مالك وماله يااشعث ام والله لو بعبد ثقيف تمرست

اے اشعث تیرا قنبر کے ساتھ کیا معاملہ ہے خبردار اللہ کی قسم کاش تو عبد ثقیف کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱ ص ۱۸۲ حدیث نمبر ۶۵۰)

اس میں عبد کی نسبت ثقیف کی طرف ہے اسی کتاب میں ہے کہ حضرت اشعث بن قیس کا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مکالمہ ہوا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

عبد مهرة قتل جدك ۔ مھرہ کے عبد (غلام اور بندے) نے تیرے دادے کو قتل کیا۔ (المعجم الکبیر ج ۱ ص ۱۸۳ حدیث نمبر ۶۵۲)

حدیث شریف نمبر ۱۷: مسئلہ عبد المصطفٰے کے جواز پر ام الاحادیث

اللہ کے غیر کی طرف عبد کی نسبت میں بخاری شریف کی یہ حدیث شریف ملاحظہ جو کہ سرور کون مکان رحمت عالمیان ﷺ کا اپنا ارشاد گرامی ہے اور یہ آپ نے کفار ومشرکین کے سامنے اپنی عظمت اور جرأت وشجاعت کے اظہار کے لیے فرمایا۔

اگر اس میں معاذ اللہ کسی قسم کی شرک کی بو ہوتی تو معلم توحید امام الموحدین ﷺ کبھی ارشاد نہ فرماتے۔ فقیر اس سلسلہء حدیث میں اس حدیث کو ام الاحادیث سمجھتا ہے۔ اس کے بعد بھی کسی کو عبد المصطفٰے نام میں شرک کی بو آئے تو وہ سمجھ لے کہ اس کا دماغ انتہائی متعفن ہو چکا ہے جس کے اندر اصلاح کا کوئی پہلو باقی نہیں رہا۔ یعنی وہ خَتَمَ اللّٰہُ کا مصداق بن چکا ہے۔

اس حدیث شریف کا تعلق غزوہ حنین سے ہے ہم مطلوبہ الفاظ بحوالہ بخاری شریف نقل کرنے سے پہلے اس کا پس منظر مودودی صاحب کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مودودی صاحب کی گلی سڑی اور قبیح انداز پر مشتمل تحریر

لکھتے ہیں: غزوہ حنین جس کا یہاں ذکر کیا گیا ہے شوال کی تاریخ ۸ میں ان آیات کے نزول سے صرف بارہ تیرہ مہینے پہلے مکے اور طائف کے درمیان وادی حنین میں پیش آیا تھا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کی طرف سے بارہ ہزار فوج تھی۔ جو اس سے پہلے کبھی کسی اسلامی غزوہ میں اکٹھی نہیں ہوئی تھی۔ اور دوسری طرف کفار ان سے بہت کم تھے لیکن اس کے باوجود قبیلہ ہوازن کے تیر اندازوں نے ان کا منہ پھیر دیا۔ اور لشکر اسلام بُری طرح تتر بتر ہو کر پسپا ہوا۔ اس وقت صرف نبی کریم ﷺ اور چند مٹھی بھر جانباز صحابہ تھے جن کے قدم اپنی جگہ جمے رہے۔ اور انہی کی ثابت قدمی کا نتیجہ تھا کہ دوبارہ فوج کی ترتیب قائم ہو سکی اور بالآخر فتح مسلمانوں کے ہاتھ رہی۔ ورنہ فتح مکہ سے جو کچھ حاصل ہوا تھا اس سے بہت زیادہ حنین میں کھو دینا پڑتا۔

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۸۵ التوبہ ۱۲۵)

قارئین کرام مودودی صاحب کے اندر کے مودودی صاحب کو داد دیتے ہوئے ان کی یہ گلی سڑی عبارت دوبارہ پڑھیں ''اور لشکر اسلام بُری طرح تتر بتر ہو کر پسپا ہوا'' بخاری شریف میں ہے۔

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے ابو عمارہ! کیا تم جنگ کے دن بھاگ پڑے تھے؟ انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی قسم!

رسول اللہ ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ بلکہ امر واقع یہ ہے کہ قوم کے جلد باز لوگوں نے جلدی دکھائی تو ہوازن نے ان پر تیروں کی بارش کر دی ابو سفیان بن حارث (بن عبد المطلب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے سفید خچر کا سر پکڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب .

کہ میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

(بخاری شریف حدیث شریف نمبر ۴۳۱۵ ج ۲ ص ۶۱۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

نیز حدیث شریف نمبر ۴۳۱۶، ۲۸۶۴، ۲۸۷۴، ۲۹۳۰، ۳۰۴۲

یہ الفاظ حدیث شریف کی ہر کتاب کے باب المغازی میں بار بار موجود ہیں۔صرف بخاری شریف میں یہ الفاظ پانچ بار موجود ہیں۔اگر محدثین کے طریقہ پر انہیں جمع کیا جائے تو بلا مبالغہ ان احادیث کی تعداد درجنوں سے متجاوز ہے۔

کیا کوئی توحید پرست حضور اکرم ﷺ کے دادا جان جن کا نام شیبہ اور شیبۃ الحمد ہے کے اسم گرامی عبد المطلب پر شرک کا فتوی لگائے گا جسے حضور اکرم ﷺ نے بطور فخر فرما رہے ہیں

انا ابن عبد المطلب ۔جب عبد المطلب ہونا شرک نہیں تو عبد المصطفےٰ ﷺ ہونا بھی شرک نہیں ہے۔

سیدنا عبد المطلب کی وجہ تسمیہ

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ جناب عبد المطلب کا اسم گرامی شیبہ تھا۔ان کے سر میں سفید بالوں کی وجہ سے ان کا نام یہ رکھا گیا۔ان کی کثرت جود وسخا کے پیش نظر ان کا نام شیبۃ الحمد بھی پکارا جانے لگا۔ان کو عبد المطلب (مطلب کا عبد وغلام) اس لیے کہتے ہیں کہ جب آپ کے والد گرامی حضرت ہاشم بغرض تجارت شام کی طرف جا رہے تھے تو عمرو بن زید بن لبید خزرجی نجاری کے ہاں قیام پذیر ہوئے۔جو اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ان کی صاحبزادی سلمی ان کو پسند آ گئیں تو اس کے والد سے رشتے کا خواستگار ہوئے۔عمرو بن زید نے اس شرط پر نکاح کر دیا کہ وہ صاحبزادی (مدینہ شریف) میں ہی رہیں گی۔ایک قول یہ ہے کہ وہ مدینہ شریف میں بچہ جنم دیں

گی۔ جب ملک شام سے واپس ہوئے تو اہلیہ سے ملے اور انہیں مکہ شریف لے آئے اور جب ملک شام جانے لگے تو اہلیہ مکرمہ کو بھی ساتھ لے گئے۔ وہ حاملہ تھیں انہیں مدینہ شریف چھوڑ گئے جب ملک شام پہنچے تو مقام ''غزہ'' پر ان کا انتقال ہوگیا۔ اہلیہ محترمہ نے بچہ جنم دیا تو ان کا نام شیبہ رکھا۔ حضرت شیبہ سات سال بنو عدی بن نجار کے پاس ہی رہے پھر ان کے چچا جناب مطلب وہاں گئے اور ان کی والدہ سے چوری انہیں لے کر مکہ شریف چلے آئے۔ جب لوگوں نے جناب مطلب کو دیکھا اور ان کے ساتھ حضرت شیبہ کو دیکھا پوچھنے لگے یہ بچہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ عبدی یہ میرا غلام ہے۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ تو سید وادی ہاشم کے بیٹے ہیں لوگ جناب مطلب کو کو مبارکبادیاں دینے آتے رہے اور محبت سے کہتے تھے یہ عبدالمطلب ہے (عبد کا غلام ہے) اس طرح ان کا نام ہی عبدالمطلب پڑ گیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۵۷)

اور حضور اکرم ﷺ باوجودیکہ جس نام میں معمولی قباحت بھی پاتے بدل دیتے تھے آپ ﷺ نے ہمیشہ عبدالمطلب کو عبدالمطلب ہی استعمال کیا۔ جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ عبد کی نسبت اللہ تعالیٰ کے غیر کی طرف کی جاسکتی ہے۔ ہم بھی خود کو اسی معنی ومناسبت سے عبدالرسول اور عبدالمصطفیٰ کہتے ہیں۔ **وللہ الحمد**۔

مودودی صاحب نے ''**قل یعبادی الذین** الخ الزمر ۵۳ کی تفسیر میں جو ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ اور طرح طرح کے قبیح وغلیظ الفاظ استعمال کرتے ہوئے دس بار حملہ آور ہوئے ہیں۔ اس پر مکمل تبصرہ بھی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سر دست ان کے تفسیری حاشیہ کا نمبر ۷۰ کا آخری حصہ ملاحظہ ہو لکھتے ہیں:

آخر کسی صاحب عقل آدمی کے دماغ میں یہ بات کیسے سما سکتی ہے کہ مکہ معظمہ میں کفار قریش کے درمیان کھڑے ہو کر ایک روز محمد ﷺ نے یکا یک یہ اعلان کر دیا ہوگا کہ تم عبدالعزیٰ اور عبدالشمس کے بجائے دراصل عبد محمد ہو۔ **اعاذنا اللہ من ذلک**۔

اگر مودودی صاحب کے نزدیک عبدالمصطفیٰ اور عبد محمد ہونا عبدالعزیٰ ہونے کی

طرح ہی ہے تو عبدالمطلب بھی عبدالعزی کی طرح ہونا چاہیے۔مودودی صاحب اوراب مودودیے کیا اس

جرأت کا مظاہرہ کرسکیں گے کہ یہ عبدالمطلب بھی عبدالعزی کی طرح شرکیہ نام ہے؟۔

مودودی صاحب درسی علوم سے بے بہرہ تو تھے ہی۔علوم ادبیہ سے بھی بے نیاز تھے۔لغات عربی سے بھی نا آشنا تھے۔ہاں زور مطالعہ قلم رانی کے فن سے آشنا ہوتے ہوئے صحافی سے مفکر مفسر اور بین الاقوامی مولوی کے درجہ پر فائز ہونے کی تگ ودو کرتے رہے۔البتہ ان کی ادارت میں چھپنے والے رسالہ میں برائے تبصرہ عربی ادب کی ایک کتاب ''عربی کا معلم'' چار حصے پہنچی تو انہوں نے اس پر تبصرہ لکھا:اس کتاب کے حصہ اول میں عبد کے دو معنی لکھے ہیں عبد بمعنی غلام۔بندہ۔

مودودی صاحب دیانتداری کے جس درجہ علیا پر فائز ہیں اس کی ایک نادرالوقوع مثال ملاحظہ ہو۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علماء اہل سنت نے جو دلائل عبدالمصطفےٰ کے جواز پر ذکر فرمائے ہیں ان میں سے سب سے نمایاں اور قوی دلیل یہ آیہء کریمہ ہے۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ ۔

تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں سے جو نیک ہوں ان کے نکاح کردو۔(النور۳۲ترجمہ مودودی صاحب)

اس آیہء کریمہ میں من عبادکم کے عباد کی اضافت کم ضمیر مخاطب کی طرف ہے۔کم ضمیر مخاطب میں سیدنا صدیق اکبر سے لےکر آخری امت تک کے تمام لوگ شامل ہیں۔اگر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی غلام خرید لیں تو وہ قرآن پاک کے اطلاق کے مطابق عبد صدیق کہلائے،اگر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی بردہ

خرید لیں تو وہ عبد فاروق اعظم کہلائے اور حضرت عثمان غنی یا حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہما خرید لیں تو عبد عثمان اور عبد حیدر کہلائے گا اور نص قرآن کے عین مطابق ہوگا۔ اگر مودودی صاحب ڈاڑھی دیکھنے والی خوردبین لے کر بھی اس میں شرک تلاش کرنے لگیں تو انہیں ہرگز ہرگز شرک نہیں ملے گا۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے وہ انہیں سخت اذیتیں دیتا آپ احد احد پکارتے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قوی الجثہ صحتمند حبشی غلام کے عوض خرید کر آزاد کر دیا۔ الاصابہ کے الفاظ یہ ہیں

فاشتراہ منہ بعبدلہ اسود جلد ۔

کہ آپ نے اپنے کالے صحتمند عبد (غلام) کے بدلے خرید لیا۔

(الاصابہ ج ۱ص ۱۸۷)

یہ **بعبدلہ** یعنی **بعبد**صدیق اکبر کا اطلاق مودودی صاحب کو گوارہ کرنا ہی ہوگا۔ (بخاری شریف ج ۱ص ۹۶)

الغرض اس آیہء کریمہ کو بنیاد بنا کر اہل سنت و جماعت کے جید علماء نے یہ فتوی دیا کہ عبد المصطفیٰ اور عبد النبی نام رکھنا بالکل درست ہے۔ کیا سورۂ نور کی تفسیر کرتے وقت مودودی صاحب اس استدلال سے بے خبر تھے؟ اگر ایک واضح استدلال سے کوئی شخص اندھا ہو تو وہ تفسیر کیا لکھے گا؟ اور اگر اس استدلال سے واقف تھے تو میں منور حسن صاحب سابق امیر مودودی جماعت سے یہ بات دریافت کرنے میں حق بجانب ہوں کہ منور حسن صاحب! **الحیاء شعبة من الایمان** ہے اس کا بھی کچھ تقاضا ہے۔ مودودی صاحب اس استدلال سے آنکھیں چرا کر نکل گئے اور سورۂ زمر میں پہنچ کر دل کی بھڑاس نکالنے لگے۔ اسے تحریف، جہالت، شرک یعنی جو جی میں آیا قرار دیتے چلے گئے مگر اعلی حضرت فاضل بریلوی کے استدلال کا جواب دینے کی ہمت نہ ہوئی۔ اور نہ ہی ہو سکتی تھی۔ یہ استدلال قرآنی پیش کرنے والے برصغیر کے

سب سے بڑے فقیہ اپنے دور بہ بعد کے سب سے بڑھ کر جامع العلوم، عبقری الاسلام، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ ہیں یہ مودودی شدودی توان کے علم کے مقابلہ میں پرکاہ کی بھی حیثیت رکھتے چہ جائیکہ استدلال کا جواب دیتے۔ تفہیم القرآن میں سورۂ نور والصالحین من عبادکم کی تفسیر دیکھ لو تمہیں فاضل بریلوی کے اعتراض کا جواب ہرگز ہرگز نہیں ملے گا۔

چہ پدی چہ پدی را شوربہ چہ مودودی منور حسن را ہو شربا

عبد المصطفےٰ کو عبد العزیٰ کا مترادف ٹھہرانے والے سن لیں یہ تحریف، جہالت اور معاذ اللہ شرک کا فتوی لگانا اتنا آسان نہیں ہے یہ تمہیں قبر میں بھی چین نہیں لینے دے گا۔ میرا دعوی ہے کہ

منور حسن اور تمام اراکین مودودی جماعت اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے استدلال کا جواب نہیں دے سکتے اگر اندر بیٹھے لوستے رہیں تو یہ الگ بات ہے۔ فقیر عبد المصطفےٰ نام پر جو گفتگو کر رہا ہے یہ دراصل اعلیحضرت کے کلام فیض نظام کا ہی ثمر ہے ورنہ یہ گنہگار کس کار کا۔ چہ عجب گر بنوازند گدارا۔

اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اعلی حضرت قدس سرہ کا کلام بعینہ پیش کردیا جائے تاکہ قارئین کو خوب پتہ چل جائے کہ کسی پر بے جا طعن کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اور استدلال کی قوت کس قدر ہوتی ہے اور تبرا بازی کی حقیقت کیا ہے؟۔ چنانچہ ملاحظہ ہو امام عاشقاں، پیشوائے سالکاں مقتدائے توحید پرستاں، رہنمائے قائلین تنزیہ الرحمٰن علی الشان فرماتے ہیں:

قلت۔ ۶۰۔ ازاب وجد بندہ۔ اقول۔ بندہ اور عبد باہم ایک دوسرے کا ترجمہ ہیں ان کے حقیقی معنی غلام وبردہ ہیں۔ اس معنی حقیقی میں ان کا استعمال اس قدر عام اور شائع وذائع ہے کہ اس کے بیان واظہار کی حاجت نہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔ والصالحین من عبادکم وامائکم۔

یعنی اپنے بندوں اوراپنی کنیزوں سے نیکوں کا نکاح کردو۔ (نورس ۲۴ ت ۳۲)

۲۔ مصطفےٰ ﷺ کا ارشاد ہے:

لیس علی المسلم فی عبدہ ولافرسه صدقة ۔

مسلمان کے اوپر اپنے گھوڑے اور بندے میں زکوۃ نہیں۔

اسے امام احمد اور اصحاب صحاح ستہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

۳۔ اور سرکار ﷺ نے فرمایا:

من قتل عبدہ قتلناہ ومن جدع عبدا جدعناہ ۔

جو اپنے بندے کو قتل کرے ہم اس کو قتل کریں گے جو اپنے بندے کے کان ناک کاٹے ہم اس کے کاٹیں گے۔

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اربعہ نے حضرت سمرہ سے روایت کیا ہے۔

۴۔ اور سرکار نے ایک خطبہ میں فرمایا:

مابال احدکم یزوج عبدہ امته ۔الحدیث۔

کیا بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بندے کا باندی سے نکاح کرتا ہے؟۔

اسے ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۵۔ اور ایک حدیث میں آیا:

الا انبئکم من شر الناس من اکل وحدہ ومنع رفدہ وسافر وحدہ، وضرب عبدہ ۔کیا میں تمہیں سب سے بدتر آدمی سے خبردار نہ کروں؟ وہ جو تنہا کھائے داد و دہش روک رکھے اکیلا سفر کرے اور اپنے بندے کو مارے۔

اسے ابن عساکر نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۶۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قد كنت مع رسول الله ﷺ وكنت عبده وخادمه .

بے شک میں سیدی عالم ﷺ کے ساتھ تھا تو میں ان کا بندہ اور خادم تھا۔ (کمامر)
اسے الریاض النضرہ میں امام زھری وغیرہ نے علماء کی روایت سے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ اور ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر صاحب فتوح الشام نے بھی اس کی روایت کی۔ اسے محدث دہلوی ولی اللہ بن عبد الرحیم نے ازالۃ الخفاء میں نقل کیا۔

۷۔ امیر المومنین فی الحدیث شعبہ بن حجاج فرماتے ہیں:

من كتبت عنه اربعة احاديث او خمسة فانا عبده حتى اموت .

جس سے میں چار پانچ حدیثیں (روایت کرتے ہوئے) لکھ لوں تا حیات اس کا بندہ ہوں۔ اسے امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں ذکر کیا۔

۸۔ فقہی کتابوں میں بزبان عربی ''اعتق عبده وباع عبده'' اور فارسی زبان میں ''بندہ خود را آزاد کرد و بندہ خویش را فروخت'' (اپنے بندے کو آزاد کیا اپنے بندے کو بیچا) اس کثرت سے آیا ہے کہ شمار سے باہر ہے۔

۹۔ مولوی معنوی قدس سرہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آزادی اور خریداری کے واقعہ میں حضور سید عالم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اس طرح نقل کرتے ہیں:

قطعہ گفت ما دو بندگان کوئے تو کردمش آزاد ہم برروئے تو ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں نے آپ کے واسطے اسے آزاد بھی کر دیا۔

۱۰۔ سید عالم ﷺ کی عادت کریمہ معلوم ہے کہ برے نام کو بدل دیتے تھے خصوصا ایسا نام جو بحکم شرع شرک ہو مگر عبد المطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم ہاشمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کی طرح صحابی ابن صحابی اور سید ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہم وسلم کے بھتیجے ہیں۔

(اکسیر اعظم مع ترجمہ تاب معظم ص ۱۷۶۔۱۷۷)

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ ملاحظہ کرنے کے بعد مودودی صاحب کی تفسیر الزمر: ۵۳ حاشیہ: ۷۰ پھر ملاحظہ فرمائیں ”جو اسی کتاب کے ص ۱۲ پر موجود ہے۔

کچھ تو تمہیں پتہ چل جائے گا کہ استدلال کی دنیا کا بادشاہ کون ہے اور جہالت کا پلندہ، ہٹ دھرمی کا مجسمہ اور ناحق شرکیہ فتوی بازی کا خوگر کون ہے؟۔

عبد فلاں کے جواز پر مزید دلیل ملاحظہ ہوں: یہ میرے سامنے بخاری شریف کتاب الاذان کا ایک باب ہے جس کا عنوان ہے

”باب امامة العبد والمولی و کانت عائشة یؤمها عبدها“

امام بخاری علیہ الرحمہ کے اس ترجمۃ الباب میں مذکور الفاظ یؤمها عبدها کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عبد ”عبدِ عائشہ نماز میں ان کی امامت کراتا تھا۔ یہ عبد سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں امام بخاری کو نہ شرک نظر آیا اور نہ ہی اس کی بو محسوس کی جو مودودی صاحب کو

چودہویں صدی ہجری میں آگیا اور شرک کی بدبو سے ان کا دماغ متعفن ہو گیا اور از خود رفتہ ہو کر تحریف، جہالت اور شرک کا واویلہ کرنے لگے۔ یاللعجب

بخاری شریف کا یہ اثر مصنف ابن ابی شیبہ میں موصولا موجود ہے جیسا کہ امام بدرالدین نے بیان فرمایا ہے وہاں بیھقی شریف کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے

ان اباعمرو ذکوان کان عبدُالعائشة ۔

کہ ابو عمرو ذکوان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عبد، مولی، غلام، معتوق، بردہ تھا۔ (عمدۃ القاری ج ۵ ص ۲۲۸)

مزید تعجب کی بات یہ ہے کہ امام عینی علیہ الرحمہ کو بھی اس میں شرک کی بو نہیں آئی۔

امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے میں بھی فتح الباری میں اس پر شرح لکھی ہے

ان کو بھی یؤ مھا عبدھا میں شرک کی بو نہیں آئی انہوں نے مزید لکھا ہے کہ وصلہ ابو داؤد فی کتاب المصاحف کہ ابوداؤد نے اس کتاب مصاحف نے موصولا روایت کیا ہے۔ مودودی صاحب کی قوت شامہ اس قدر تیز ہے کہ جن الفاظ و ترکیبات میں اساطین اسلام، محدثین اعلام اور اجلہ علماء عظام کو تو شرک محسوس نہیں ہوا۔ مگر ان کی قوت شامہ کو وہاں بھی شرک کی بدبو سنگھائی دی جیسے گہری بل میں چھپے چوہے کی بو بلی سونگھ لیتی ہے۔ یہ اس کی قوت شامہ کا کمال ہے۔ مگر یہ کمال اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب بل میں چوہا موجود ہو ورنہ نہیں۔ جبکہ ہمارے بین الاقوامی مولوی صاحب سید ابو الاعلیٰ مودودی کی قوت شامہ کو وہاں سے بھی شرک کی بو آنا شروع ہو جاتی ہے جہاں شرک کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ یہ ہی طرز عمل اہل نہروان (خوارج) کا تھا جنہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی صحابہ کرام وتابعین علیہم الرضوان میں بھی شرک سونگھائی دیتا تھا۔

انساب الاشراف کے حوالہ سے کافی طویل سلسلہ چلتا آرہا ہے۔ دلچسپی کے لیے اسی کتاب کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

زیاد بن ابیہ کا حاجب وغلام عجلان کہتا ہے کہ ایک بار زیاد نماز ظہر پڑھ کر آیا تو دیکھا مجلس کے ایک کونے میں ایک بلی بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے اسے بھگانا چاہا تو زیاد نے مجھے منع کر دیا۔ حتی کہ عصر کی نماز کے بعد بھی وہ بلی وہیں جم کر بیٹھی رہی۔ حتی کہ غروب آفتاب کے وقت ایک چوہا نکلا جسے بلی نے اچک لیا۔ تو زیاد کہنے لگا:

من طلب حاجة فليصبر صبر هذه الهرة فانه يظفر بحاجته ۔

کہ جو شخص کسی حاجت کا طلبگار ہو تو اس بلی کی طرح صبر کرے وہ اپنی حاجت پانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ (انساب الاشراف ج ۳ ص ۴۲۰)

اعلی حضرت فاضل بریلوی کے حوالے سے گزرا ہے کہ فقہی کتابوں میں بزبان عربی ''اعتق عبده'' ''باع عبده''۔ اور فارسی زبان میں ''بندہ خود آزاد کرد اور بندہء

خویش را فروخت'' اس کثرت سے آیا ہے کہ شمار سے باہر ہے۔ (اکسیر اعظم ص ۱۷۷)

اس سلسلہ میں فقیر سب سے پہلے امت کے سب سے بڑے شامۃ الشرک (شرک کی بو پانے والا) ابن تیمیہ کی عبارت پیش کرتا ہے وہ اپنے فتاویٰ میں جگہ جگہ ایسی تمثیلات بیان کرتے ہوئے نظر آتے ہیں جن میں عبد کی نسبت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے عام آدمی کی طرف کی جاتی ہے اور کوئی شرک کا واہمہ پیدا نہیں ہوتا۔

شیخ ابن تیمیہ خالق و مخلوق کے درمیان مختلف وجوہ سے فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نمبرا۔ ومنھا (الی) **والملوك و ساداة العبيد محتاجون الى غيرهم حاجة ضرورية**

کہ اللہ تعالیٰ ما سوا سے بے نیاز ہے اور اس کا کسی طرح سے بھی مخلوق کا محتاج ہونا ممتنع ہے۔ جب کہ بادشاہ اور ساداتِ عبید (غلاموں کے آقا) اپنے غیر کے ضروری اور لازمی طور پر محتاج ہوتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ج ا ص ۱۸۲)

اس عبارت میں ''**ساداة العبيد محتاجون الى غيرهم**''۔ سادات عبید عبید کے سادات میں عبید عبد کی جمع ہے مثلاً زید عبد ہے اور عمرو زید کا آقا۔ تو ہم عمرو کو زید کا آقا کہہ سکتے ہیں اور زید کو عبد عمرو بھی۔

۲۔ علامہ ابن تیمیہ صفات الٰہیہ میں سے ''وجہ'' کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حتى لو قال لعبده يدك اور جلك حر۔

کہ ایک آدمی اپنے عبد (غلام) کو کہے تیرا ہاتھ آزاد یا تیرا پاؤں آزاد۔

(مجموع الفتاوی ج ۲ ص ۲۳۶)

۳۔ علامہ ابن تیمیہ اللہ تعالیٰ کے ایک وصف ''غیرت'' کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقد ثبت فى الاحاديث الصحيحة ان الله يوصف بالغيرة وهى

مشتقة من التغير فقال ﷺ فی الحدیث الصحیح لا احد اغیر من الله ان یزنی عبده او تزنی امته ۔ (مجموع الفتاوی ج۶ ص۱۲۶)

۴۔ قدرۃ کی بحث کرتے ہوئے شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں: وجاء فی الحدیث منصوصا فی مثل قول رسول الله ﷺ لابی مسعود لما راه یضرب عبده الله اقدر منك

یعنی حضور اکرم ﷺ نے جب حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنے عبد کو مار رہے ہیں تو فرمایا الله اقبر اللہ تجھ سے زیادہ قدرت والا ہے۔

(مجموع الفتاوی ج۸ ص۷)

۵۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرنے والوں کی مذمت کی بحث میں ابن تیمیہ آیہ کریمہ (وما ارید منهم من رزق وما ارید ان یطعمون (الذاریات۔۵۹) ذکر کر کے لکھتے ہیں:

لم یرد منهم ما یرید السادات من عبیدهم من الاعانة لهم بالرزق والاطعام ۔

کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس چیز کا ارادہ نہیں فرماتا جس کا ارادہ آقا اپنے غلاموں سے کرتے ہیں کہ وہ رزق اور کھانا کھلانے میں ان کی مدد کریں۔ مجموع الفتاوی ج ۸ ص ۲۲

۶۔ وفد عبد القیس والی حدیث کتاب میں بار بار موجود ہے جگہ جگہ عبد القیس کے الفاظ موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے بھی جاری ہوئے صحابہ کرام، تابعین علیہم الرضوان بعد والی ساری امت نے اس اطلاق کو برقرار رکھا۔ ابن تیمیہ نے جگہ جگہ یہ الفاظ استعمال کیے کیا مودودی صاحب جو عبد المصطفےٰ نام کو عبد العزیٰ کا مترادف قرار دے کر شرک کہتے ہیں تو عبد القیس کو بھی شرک کہیں گے ؟۔ یہ الفاظ عبد القیس اگر مجموع الفتاوی ابن تیمیہ اور دیگر کتب حدیث وفقہ میں ۱۰۰ بار

موجود ہیں تو یہ مودودی صاحب کی بری سوچ پر سوتازیانے ہیں اور اگر ۵۰۰ بار مذکور ہیں تو فکر مودودی صاحب پر پانچ سو بار کوڑے ہیں اور یہ الفاظ عبد القیس فتاوی ابن تیمیہ اور دیگر کتب فقہ میں ۱۰۰۰ بار موجود ہیں تو یہ نظریہء مودودی صاحب پر ان کی جماعت سمیت ہزار بار موت کا سامان ہے۔

ملاحظہ ہو! شیخ عبد القیس ج ۳ ص ۱۷۹ ج ۸ ص ۱۵۶ ص ۲۲۹

(ج ۱۲ ص ۶۷ ج ۲۴ ص ۷۵)

۷۔ شیخ ابن تیمیہ نے یہ حدیث اپنے فتاوی میں ذکر کی ہے:

تعس عبد الدرهم، تعس عبد الدينار، تعس عبد القطيفة، تعس عبد الخميصة ۔ (مجموع الفتاوی ج ۱۰ ص ۹۹)

اس کی تفصیل میں علامہ ابن تیمیہ نے کافی گفتگو کی ہے کہ جس شخص کا تعلق کسی چیز سے اس قدر گہرا ہو جائے کہ وہ چیز حاصل ہونے پر تو خوش ہو اور نہ ملنے پر ناراض۔ تو ایسا شخص اپنی مرغوب چیز کا غلام ہوتا ہے اور اس کا رقیق بن جاتا ہے کیونکہ رقیت اور عبودیت درحقیقت دل کی رقیت اور عبودیت (غلامی) ہوتی ہے۔

فمااسترق القلب واستعبد فهو عبده ۔

جو چیز دل کو رقیق (بندہ) اور غلام بنالے تو وہ دل اس کا عبد غلام قرار پاتا ہے اسی لیے کہتے ہیں۔

العبد حر ماقنع والحر عبد ماطمع

قناعت کرنے والا عبد (غلام) آزاد ہوتا ہے اور آزاد مرد لالچ کرنے والا عبد (غلام) ٹھہرتا ہے۔ (مجموع الفتاوی ج ۱۰ ص ۹۹)

شیخ ابن تیمیہ نے یہ شعر بھی اسی موقع پر ذکر کیا ہے:

اطعت مطامعی فاستعبدتنی ولو انی قنعت لکنت حرا

میں نے اپنی خواہشات کی پیروی کی تو میں نے اپنے آپ کو عبد (غلام) بنالیا اور

اگر میں قناعت سے کام لیتا آزاد ہوتا یہ عبد بمعنی غلام حر بمعنی آزاد کے مقابلے میں وارد ہے۔ یہاں عبد بمعنی پرستندہ نہیں ہے۔ کیا مودودی صاحب اور ان کے جانشین اس شعر کو بھی شرک قرار دیں گے؟۔

۸۔ ابن تیمیہ جو کہ خود عمر بھر مجرد ہی رہے وہ ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے رَن مرید خاوند کی مثال دیتے ہیں کہ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کی محبت اور عشق میں اس قدر گرفتار ہو جائے کہ وہ کلی طور پر مھمل بن کر رہ جائے۔ تو شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ بظاہر خاوند آقا ہے مگر درحقیقت وہ بیوی کا

قیدی اور مملوک ہے۔ آگے شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فانها حينئذ تحكم فيه بحكم السيد القاهر الظالم فی عبده المقهور۔

کہ وہ عورت خاوند پر اسطرح حکم چلاتی ہے جس طرح کہ قاہر وظالم آقا اپنے مقہور عبد (غلام) پر حکم چلاتا ہے۔ (مجموع الفتاوی ج ۱۰ ص ۱۰۳)

آگے بار بار استعباد القلب اور استعباد البدن کا ذکر کیا ہے۔ دل کا غلام بن جانا بدن کا عبد، بندہ اور غلام بن جانا۔ ان عبارات میں کسی اعتبار سے شرک نہیں بنتا تو عبدالمصطفےٰ شرک کیسے قرار پاتا ہے؟۔

اس کا جواب دینا ذریت ابن تیمیہ پر فرض اور قرض ہے۔

۹۔ علامہ ابن تیمیہ نے امر اور ارادہ کی بحث کرتے ہوئے لکھا:

ليس امره كامر الواحد منا لعبده وخدمه وذلك ان الواحد منا اذا امر عبده الخ

کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہم سے کوئی شخص اپنے عبد اور خادم کو حکم دیتا ہے۔ کیونکہ ہم میں سے جو شخص اپنے عبد یعنی غلام کو حکم دے گا الخ۔

(مجموع الفتاوی ج ۱۱ ص ۱۶۷)

اس عبارت میں لعبدہ اور عبدہ واضح کررہے ہیں کہ عبد بمعنی غلام کی نسبت مخلوق کی طرف کرنے سے شرک کا مغالطہ دینے والا شیطان کا پیروکار تو ہوسکتا ہے لیکن قرآن وحدیث کا عالم نہیں۔

۱۰۔علامہ ابن تیمیہ اصول کی بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فالاصول الثابتة هی اصول الانبیاء کماقیل

ایهاالمغتدی لتطلب علما کل علم عبد لعلم الرسول ﷺ

کہ اصول ثابتہ وہ اصول انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہیں۔جیسا کہ کہا گیا ہے :اے علم کی طلب میں صبح کرنے والے ہر علم علم رسول ﷺ کا عبد (غلام) ہے۔

(مجموع الفتاوی ج ۱۳ص ۷۲)

اس مبارک ومسعود شعر میں **کل علم عبدلعلم الرسول** ﷺ کا کیسا پیارا جملہ ہے جو اہل محبت رسول اور اہل عشق مصطفےٰ ﷺ کی روحوں کا چین، دلوں کا اطمینان، افکار کا اجالا، ضمیروں کی ضیاء، تقوی کا نور اور ایمان کی جان ہے۔اگر عبد لعلم الرسول کا اطلاق درست ہے تو عبد الرسول کا اطلاق کیسے شرک ہوگا؟امام اہلسنّت، پیشوائے عاشقان مصطفےٰ ﷺ امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب ﷺ

اس برے مذہب پر لعنت کیجیے

ابن تیمیہ کے فتاوی کی روشنی میں فقیر نے ۱۰ مقامات کی تفصیلی نشاندہی کی ہے۔اس کے بعد اختصار کے پیش نظر دیگر متعدد مقامات کی نشاندہی کی جاتی ہے ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

۱۱۔**کان الحی اذاکان فیهم عد وعدة فقتل عبدهم عبد قوم آخرین** ۔(مجموع الفتاوی ج ۱۴ص ۳۶)

۱۲۔**قیل :عبید هم کانوا متقاربین القیمة** ۔(مجموع الفتاوی ج ۱۴ص ۳۹)

۱۳ ۔فان المقتولین فی الفتن عبیدھم الذین یقاتلون معھم ۔

(مجموع الفتاوی ج۱۴ص۴۰)

۱۴ ۔من قتل عبدہ فقتلناہ بہ ۔ (مجموع الفتاوی ج۱۴ص۴۱)

۱۵ ۔فکل من قتل عبدہ فکان للامام ان یقتلہ ۔

(مجموع الفتاوی ج۱۴ص۴۲)

۱۶ ۔انہ اذامثل بعبدہ عتق علیہ فلہ قتل قاتل عبدہ ان قاتل عبد غیرہ لسیدہ قتلہ ۔ (مجموع الفتاوی ج۱۴ص۴۲)

۱۷ ۔ولذلک جاء فی الصحیح ان النبی ﷺ قال یابنی عبد مناف لااملک لکم من اللہ من شیء ۔(مجموع الفتاوی ج۱۴ص۱۷۶)

۱۸ ۔کما جاز فی شرعہ ان یؤخذالسارق عبدا ۔

(مجموع الفتاوی ج۱۵ص۵۶)

۱۹ ۔کمافی المسندعن النبی ﷺ قال لیس منامن خبب امرء ۃ علی زوجھاولاعبداعلی موالیہ ۔(مجموع الفتاوی ج۱۵ص۵۹ ج۲۲ص۱۵۸)

۲۰ ۔کماقیل لبعض سادات العرب:مابال عبیدکم اجرء منکم عندالحرب وعلی الاعمال ؟قال ھم اصبر اجساداونحن اصبر نفوسا ۔(مجموع الفتاوی ج۱۸ص۱۳۳)

۲۱تا۲۴ ۔فھذا یقتضی جوازلنظر العبدالی مولاہ وقد جاءت بذلک احادیث

(الی) لانھامحتاجۃ الی مخاطبۃ عبدھا(الی)بل عبدھا ینظر الیھاللحاجۃ(الی)لھذا قال ابن :سفر المرءۃمع عبدھا ضیعۃ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۲ص۶۱)

۲۵ ۔فی الصحیحین عن ابن عمر قال فرض رسول اللہ ﷺ

صدقة الفطر (الی)علی کل صغیر و کبیر ذکر وانثی حراوعبد من المسلمین ۔(مجموع الفتاوی ج۲۲ص۱۲۶)

۲۶ ۔روی جبیر بن مطعم ان رسول اللہ ﷺ قال یابنی عبد منا ف لاتمنعوا احداطاف بھاالبیت ۔(مجموع الفتاوی ج۲۳ص۸۷)

۲۷ ۔وکذلک وجوبھا علی العبدقولہ امامطلقا اماذا اذن لہ السید ۔(مجموع الفتاوی ج۲۴ص۸۴)

۲۸ ۔وفی الحدیث الصحیح : تعس عبد الدرھم، تعس عبدالدینار، تعس عبدالخمیصۃ تعس عبدالخمیلۃ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۵ص۱۹)

۲۹ ۔فی الصحیحین عن النبی ﷺ من اعتق شرکا فی عبد الخ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۸ص۳۸ص۴۶)

۳۰ ۔وقد ثبت فی الصحیح عن النبی ﷺ انہ قال اسمعوا واطیعوا وان امر علیکم عبد حبشی الخ ۔ مجموع الفتاوی ج۲۸ص۲۴۰

۳۱ ۔وذلک ان العبد اذاابق (الی)فان صاحبہ اذا باعہ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۹ص۱۳)

۳۲ ۔انہ یکون المھر عبدامطلقااوعبدامن عبیدہ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۹ص۱۸)

۳۳ ۔ومنہ خراج العبد:فانہ عبارۃعن ضریبۃ یخرجھاسیدہ من مالہ ۔(مجموع الفتاوی ج۲۹ص۳۳)

۳۴۔فجعلوا ذلک مثل المخارجۃ بین العبد وسیدہ ۔

(مجموع الفتاوی ج۲۹ص۴۷)

۳۵۔اذاقال لزوجتہ :انت طالق علی الف او لعبدہ انت حر علی

الف ۔(مجموع الفتاوی ج۳۱ص۴۶)

۳۶ ۔ونظیر هذا رجل قال لعبده ۔ (مجموع الفتاوی ج۳۱ص۵۵)

۳۷ ۔قال احمد فی روایة الحسن بن ثواب فی عبدالرجل بمکة ۔(مجموع الفتاوی ج۳۱ص۹۲)

۳۸ ۔مثل ان یؤکل عبدافی قبول النکاح بلا اذن سیده ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۲ص۱۳)

۳۹ ۔ان المهاجر من عبیدهم یکون حرا له ماللمهاجرین کما فی قصة ابی بکرة ومن هاجر معه من عبید اهل الطائف ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۲ص۹۲)

۴۰ ۔کمالو اسلم عبد الذمی یؤمر بازالةملکه ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۲ص۹۲)

۴۱ ۔اذاقال ان فعلت کذا فعلی ان اعتق عبدی ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۰)

۴۲ ۔ولوقال والله ان فعلت کذا فوالله لاطلقن امرءتی ولاعتقن عبدی ۔(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۰)

۴۳ ۔وکذلك اذاقال ان فعلت کذافامرءتی طالق وعبدی حر ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۰)

۴۴۔واذاقال فعبدی حر وامرءتی طالق ۔(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۱)

۴۵ ۔فیقول ان کان کذافعلی الطلاق اوالحج او عبیدی احرار ۔

(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۲)

۴۶ ۔کقوله ان فعلت کذا فانایهودی اونصرانی ونسائی طوالق وعبیدی احرار ۔(مجموع الفتاوی ج۳۳ص۳۲)

۴۷ ۔او ان فعلت فنسائی طوالق وعبید ی احرار ۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ص ۳۶)

۴۸ ۔وان فعلت کذا فنسائی طوالق او عبیدی احرار ۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ص ۶۴)

۴۹ ۔هو یکره ان یطلق نساء ه ویعتق عبده (مجموع الفتاوی ج ۳۳ص ۷۰)

۵۰ ۔بل یقول (الی) نسائی طوالق اوعبیدی احرار ۔

(مجموع الفتاوی ج ۳۳ص ۷۵)

۵۱ ۔ان فعلت کذا فعبدی حر ۔(مجموع الفتاوی ج ۳۳ص ۹۱)

۵۲ ۔فی صحیح مسلم من النبی ﷺ قال اسمعوا واطیعوا وان استامر علیکم عبد حبشی ۔(کمامر) (مجموع الفتاوی ج ۳۵ص ۱۰)

الحمد لله علی ذلك فقیر نے علامہ ابن تیمیہ کے حوالے سے دس حوالہ جات بالتفصیل اور بیالیس حوالہ جات صرف عبارت پر اکتفا کرتے ہوئے اجمالاعرض کیے ہیں ۔آج ۱۴۔۶۔۲۹ بمطابق ۳۰ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ کو ہمیں بھی کمپیوٹر انٹر نیٹ کی سہولت حاصل ہوگئی گو دیر آید درست آید۔کمپیوٹر کے ذریعے حوالہ جات لکھے جائیں تو ان کی تعداد کہیں بڑھ سکتی ہے مگر بحمدہ تعالیٰ تمام حوالہ جات فقیر غفر لہ اللہ القدیر نے دوران مطالعہ خود نکالے ہیں جس سے مقصود

احقاق حق، تائید اکابرین اور مذمت خوارج ہے کہ خوارج وملحدین کے خلاف جہاد بالقلم میں فقیر کی ادنیٰ سعی شامل ہوجائے۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم

فقہ واصول فقہ کی جس کتاب کو دیکھیں حروف شرط اور تعلیق کے باب میں ایسی بے شمار عبارات موجود ہیں جن میں عبدی حر، عبیدی احرار، اعتقت عبدی، کے الفاظ موجود ہیں کیا مودودی صاحب ان کے پیروکار منور حسن صاحب

اور موجودہ امیر مودودی جماعت ان عبارات کو شرک اور ان کے قائلین کو مشرک کہنے کے لیے تیار ہوں گے؟۔ مودودی صاحب علوم درسیہ سے تو کورے جاہل تھے ان کے لیے کسی درسی کتاب کا حوالہ دینا اندھے کو آئینہ دکھانے کی مانند ہے۔ البتہ جو لوگ امام اہل سنت محدث بریلی قدس سرہ کا مبارک نعتیہ شعر

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفےٰ ﷺ

تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

سن کر آگ بگولہ ہوتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جب عبد بمعنی خادم عام عربی محاورات میں مستعمل ہے تو عبد مصطفےٰ بمعنی خادم مصطفےٰ کریم ﷺ غلام رسول عربی ﷺ بولنے سے تمہیں شرک کیوں سوجھتا ہے؟ درس کتب میں ممتاز و منفرد کتاب الفوائد الضیائیہ معروف بہ شرح ملا جامی میں ہے الواهب المائة الهجان وعبدها

شاعر کا ممدوح سو سفید اونٹنیاں ان کے عبد (خادم) سمیت عطا کرنے والا ہے۔ شرح جامی کی متعدد شروح بازار میں دستیاب ہیں۔ فقیر کے پاس بھی کافی شروح موجود ہیں۔ سب نے عبد ناقہ بمعنی اونٹنی کی خدمت کرنے والا دیکھ بھال کرنے والا بیان کیا ہے۔ کسی کو شرک کی بدبو نہیں آئی جو عظمت مصطفےٰ ﷺ کے دشمنوں کو آتی ہے۔

اس سلسلہ میں آخری بات: سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن اور یزید کے غلام بے دام بڑی ڈھٹائی سے یزید کی خوبیاں گنواتے ہیں کہ وہ بڑا شاعر تھا بڑا ادیب تھا عربی ادب پر کمال دسترس رکھتا تھا۔ فقیر اسی ممدوح خوارج یزید کے ایک جملہ پر اس گفتگو کو ختم کرتا ہے۔ اس نے عبد اللہ بن زیاد کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیش قدمی کو روکنے کے لیے جو حکم نامہ جاری کیا اس میں لکھا کہ: بلغنی مسیر حسین الی الکوفه وقد ابتلی به زمانك من بین الازمان وبلدك

من بین البلدان وابتلیت من بین العمال وعندھاتعتق او تعود عبدا کمایعتبدالعبید ۔

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ (حضرت سید نا فداہ روحی وجسدی۔جلالی غلام اہلبیت) حسین کوفہ کی طرف روانہ ہوچکے ہیں زمانوں میں سے تیرازمانہ شہروں میں سے تیراشہراور گورنروں میں سے تواس آزمائش میں مبتلا ہوا ہے۔اس مہم میں کامیابی پر تو آزاد ہوجائے گا یاتو پہلے کی طرح عبد (غلام) بن کر رہ جائے گا جیسا کہ عبید (غلاموں) کوعبد (غلام) بنا کر رکھا جاتا ہے۔

(انساب الاشراف ج ۲ص ۳۳۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ممدوح الخوارج ،مخدوم اعداء اہل بیت ،شاعر ملت مھینہ ،ادیب اہل اقلام افتراق ، یزید خزلہ اللہ تعالیٰ واخزاہ بن امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عن معاویۃ کے اس آخری جملے میں **او تعود عبدا کمایعتبد العبد**، لفظ عبدتین بار استعال ہوا ہے کسی طرح بھی یہاں عبد بمعنی پوجا کرنے والانہیں یہاں اس عبد کامعنی محض غلام فارسی میں بندہ اور رقیق ہے جوکہ کسی انداز میں بھی شرک نہیں ہے تو عبدالمصطفیٰ ،عبدالنبی اور عبدالرسول کیسے شرک ہوگا؟۔

لطیفہ مذکورہ آیہءکریمہ کا ترجمہ اورتفسیر کرتے ہوئے مودودی صاحب کے دل پرایک بوجھ تھا جوانہوں نے اہل سنت علاوہ ازیں حاجی امداداللہ مہاجر مکی اوراشرف علی تھانوی پر بھی دس رکیک حملے کرکے ہلکاتو کرلیا لیکن آیہ کریمہ کا ترجمہ کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ میرا ترجمہ کدھر جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں :اے نبی کہہ دو کہ میرے بندو۔

یہاں کہنے والے صرف اورصرف حضور ﷺ ہیں تو یٰعبادی حضور ﷺ کا مقولہ قرار پایاتو معنی ہوگا اے میرے غلامو!۔جب کہ مودودی صاحب کے ترجمہ میں اور کوئی قائل موجودہی نہیں ہے یعبادی جس کامقولہ قراردیا جائے۔

بریں عقل ودانش باید گریست

احادیثِ طیبہ میں منافقوں کی پہچان

مسلمانوں پر شرک کا منافقانہ بہتان

تفسیر ابن کثیر، سورۃ اعراف، زیر آیت ۱۷۵

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پکارا نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

اہل حق اہل سنت کا نعرہ نَسْتَعِیْنُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

نسائی شریف حدیث شریف ۲۳۳۱

ممدوح الخوارج مخدوم اعداء اہل بیت، شاعر ملت مھینہ، ادیب اہل اقلام افتراق، یزید خزلہ اللہ تعالی واخزاہ بن امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عن معاویۃ کے اس آخری جملے میں

او تعود عبدا کمایعتبد العبد ،لفظ عبد تین بار استعال ہوا ہے کسی طرح بھی یہاں عبد بمعنی پوجا کرنے والانہیں یہاں اس عبد کا معنی محض غلام فارسی میں بندہ اور رقیق ہے جو کہ کسی انداز میں بھی شرک نہیں ہے تو عبدالمصطفے ،عبدالنبی اور عبدالرسول کیسے شرک ہوگا ؟۔

لطیفہ | مذکورہ آیہ کریمہ کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہوئے مودودی صاحب کے دل پر ایک بوجھ تھا جو انہوں نے اہل سنت پر رکیک حملے کر کے ہلکا تو کرلیا لیکن آیہ کریمہ کا ترجمہ کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ میرا ترجمہ کدھر جاتا ہے چنانچہ لکھتے ہیں: اے نبی کہہ دو کہ میرے بندو۔

یہاں کہنے والے صرف اور صرف حضو ﷺ ہیں تو یعبادی حضور ﷺ کا مقولہ قرار پایا تو معنی ہوگا اے میرے غلامو!۔ جب کہ مودودی صاحب کے ترجمہ میں اور کوئی قائل موجود ہی نہیں ہے۔

بریں عقل و دانش باید گریست

انباء المصطفیٰ

ذبح کا معنی
اور
مسئلہ درود

حضرت ضیاء الدین مدنی

علمائے شام